

پنجاب کے ضلعوں کے جُغرافیہ



Checked
1987

ڈیرہ اسماعیل خاں کے جُغرافیہ

CHECKED 1995

سنٹرل ٹریننگ کالج کے مضمون نگار نے تالیف کیا
سریشتر تعلیم پنجاب کے صاحب ڈائریکٹر بہادر کے حکم سے
مفتی گلاب سنگھ اینڈ سقر گورنمنٹ پبلیشر سریشتر تعلیم
پنجاب نے اپنے مطبع مفید عام لائبریری میں چھاپا

۱۸۹۳ء

سریشتر تعلیم پنجاب کی نے اجازت کوئی نہ چھاپے

انگراہوں کے قاعدے

نمبر شمار	قاعدے	مثالیں
۱	مٹاؤ ہے دو پیشی بکھی گئی +	گھر
۲	وُن عُنَّ جو لفظ کے درمیان ہے۔ اُس پر اُٹا جزم دیا ہے۔ اور جو آخر میں ہے۔ اُس میں لفظ نہیں دیا +	ہنسا۔ ہیں +
۳	یا کے معروف جو لفظ کے آخر ہے۔ وہ دائرے کی بکھی گئی ہے +	بہلی
۴	یا کے معروف کے سوا باقی سب بے نتیجی بکھی گئیں +	کے۔ ہے۔ گئے۔ اُٹنا +
۵	جو واؤ بولی نہیں جاتی۔ اُس کے نیچے آرڈی لکیر ہے +	خود۔ خویش +
۶	حرف مفتوح پر عربی زبر لکھا ہے۔ جہاں واؤ یا یے کے معروف اور مجهول ہونے کا شبہ پڑتا ہے +	ہمالیہ۔ روپیہ۔ زیور۔ غور۔ سیر +

۱۰ باقی قاعدے اخیر کے صفحے سے دیکھو +

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۱	تعریفیں - جغرافیہ - ضلع وغیرہ	۱
۵	حدود اربعہ وغیرہ	۲
۷	ضلع کی صورت اور شکل	۳
۸	پہاڑ	۴
۱۱	دریا	۵
۱۳	معدنی اشیا	۶
۱۶	درخت	۷
۲۴	پھل اور ترکاریاں	۸
۲۵	جانور	۹
۳۰	زمین اور اُس کی پیداوار	۱۰
۳۲	باشندے	۱۱
۳۵	تجارت اور حرفت	۱۲
۳۹	ڈاک اور تار برقی	۱۳
۴۰	تعلیم	۱۴
۴۲	زبانیں	۱۵

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۴۳	میلے	۱۶
۴۵	انتظام	۱۷
۴۶	تخصیصین	۱۸
۴۸	شہر اور قصبے	۱۹
۴۹	ڈیرہ اسماعیل خاں	۲۰
۵۲	پہاڑ پور	۲۱
۵۳	کلاچی	۲۲
۵۵	بھکر	۲۳
۵۶	لیہ	۲۴
۵۷	کروڑ	۲۵
"	طمانک	۲۶
۵۸	شیخ مہرین	۲۷

پاس کے بہت سے گھروں کو ملا کے گلی یا محلے بنا لیتے ہیں۔
 اسی طرح سو سو دو دو سو گاؤں اور قصبوں کو ملا کر سڑکار
 نے تحصیل بنائی ہیں۔ ان میں سے کسی بڑے قصبے کے نام
 پر تحصیل کا نام رکھا ہے۔ جس قصبے کے نام پر تحصیل کا نام
 رکھا ہے۔ اُس میں ایک دیسی حاکم رہتا ہے۔ اُسے تحصیلدار کہتے
 ہیں۔ وہ ساری تحصیل کا انتظام کرتا ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خاں
 کے آس پاس کے ۲۴۰ گاؤں اور قصبوں کو ملا کر ایک
 تحصیل بنائی۔ اس کا نام ڈیرہ اسماعیل خاں کی تحصیل رکھا۔
 جو حاکم اس تحصیل کا انتظام کرتا ہے۔ وہ ڈیرہ اسماعیل خاں
 میں رہتا ہے۔ اسی طرح گلابی کے آس پاس کے ۱۱۱ گاؤں
 اور قصبوں کو ملا کر ایک تحصیل بنائی۔ اس کا نام گلابی
 کی تحصیل رکھا۔ جو حاکم اس تحصیل کی نگرانی اور انتظام
 کے لئے مقرر ہے۔ وہ گلابی میں رہتا ہے۔ اسی طرح بھکر
 کے آس پاس کے ۱۹۴ گاؤں۔ قصبوں کو ملا کر بھکر کی
 تحصیل بنائی۔ اس تحصیل کا حاکم بھکر میں رہتا ہے۔ اسی
 طرح لیٹے کے قریب قریب کے ۱۰۳ گاؤں۔ قصبوں کو ملا کر
 لیٹے کی تحصیل بنائی۔ اور ایک دیسی حاکم اُس کے انتظام سے
 لئے مقرر کیا۔ جو لیٹے میں رہتا ہے۔ اسی طرح پرٹانک کی

تخصیص میں ۷۸ گاؤں اور قصبے شامل ہیں + کئی کئی تحصیلوں کو ملا کر سرکار نے ضلع بنائے ہیں۔ ہر ضلع پر ایک اعلیٰ انگریز حاکم مقرر کیا ہے۔ اسے ڈپٹی کمشنر کہتے ہیں۔ یہ سب سے بڑی تحصیل میں رہتا ہے۔ چھٹی تحصیلیں اس کے ماتحت ہوتی ہیں۔ سب کا انتظام یہی کرتا ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خاں۔ گلابچی۔ بھکر۔ لیہ۔ ٹانک کی تحصیلوں کو ملا کر ایک ضلع بنایا ہے۔ اسے ڈیرہ اسماعیل خاں کا ضلع کہتے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر صاحب جو اس ضلع کے انتظام کے لیے مقرر ہیں۔ ڈیرہ اسماعیل خاں میں رہتے ہیں +

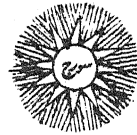
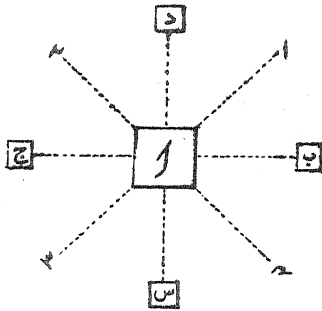
ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں کے سوا ہمارے ملک پنجاب میں اور کئی ضلعے ہیں۔ لیکن ہم تمہیں اس کتاب میں صرف ڈیرہ اسماعیل خاں کے ضلع کا تھوڑا سا حال بتائیں گے +

جغرافیہ شروع کرنے سے پہلے طرفوں کا جائزہ ضروری ہے۔ تم نے یورپ۔ پچھم۔ اتر۔ دکھن کے نام تو سنے ہونگے۔

پر ہم تمہیں ان کی پہچان کا ایک آسان قاعدہ بتا دیتے ہیں۔ یاد رکھنا۔ اگر بھول جاؤ گے۔ تو جغرافیہ سیکھنا مشکل ہوگا۔ وہ یہ ہے۔ کہ صبح کے وقت جب سورج نکلے۔ اُس کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ تمہارے سامنے یورپ ہوگا۔ پیٹھ پیچھے

پچھم - دائیں ہاتھ دکھن - اور بائیں ہاتھ اُتر + پُرب کو مشرق -
 پچھم کو مغرب - دکھن کو جنوب اور اُتر کو شمال بھی کہتے ہیں -
 نیچے کی شکل کو دیکھو - چوکھوٹی چوکھوٹی کوٹھڑیاں جو ہنی
 ہوئی ہیں - انہیں گھر سمجھو - فوض کرو - کہ بیچ کی سب

پتہلی شکل



سے بڑی کوٹھڑی آ میں مٹھارا گھر ہے - تو بتاؤ کہ اور گھر
 تم سے کس کس طرف ہیں + اوپر جو قاعدہ بتایا ہے - اس
 سے کام لو - صبح ہوتے ہی اپنے گھر آ کی چھت پر چڑھو -
 فوض کرو - کہ جس طرف گول کرندار پھول بنا ہوا ہے - اس
 طرف سورج نکلا ہوا ہے - تو صاف ظاہر ہے - کہ با گھر تم
 سے پُرب کو ہے - ج گھر تم سے پچھم کو - س گھر تم سے دکھن

کو اور د گھر تم سے اتر کو + شکل کو پھر دیکھو۔ جس جگہ
آ کا ہندسہ بنا ہوا ہے۔ اگر یہاں بھی کوئی گھر ہو۔ تو وہ
تمہارے گھر سے کس طرف ہوگا؟ نہ یہ ٹھیک مشرق میں
ہے۔ نہ ٹھیک شمال میں۔ کیونکہ کہ وہ آ سے شمال مشرق
کی طرف ہے۔ اسی طرح اگر آ کے ہندسے کی جگہ کوئی
مکان ہو۔ تو آ سے شمال مغرب کی طرف ہوگا۔ اگر آ کے
ہندسے کی جگہ کوئی مکان ہو۔ تو آ سے جنوب مغرب کو
ہوگا۔ اور آ کے ہندسے کی جگہ کوئی مکان ہو۔ تو وہ آ سے
جنوب مشرق کو ہوگا۔ جو قاعدہ گھروں کی طرفیں پہنچانے
کا ہے۔ وہی گاؤں۔ قصبوں۔ شہروں۔ تحصیلوں اور ضلعوں
کی اطراف پہنچانے کا ہے +

حدود اربعہ وغیرہ

جس مکان میں تم رہتے ہو۔ اُس کے آس پاس اور
مکان بھی ہیں۔ اسی طرح اس ضلع کی حد سے ملے ہوئے
اور مقام ہیں۔ چاروں حدوں کو حدود اربعہ کہتے ہیں۔
اس ضلع کے شمال میں بتوں کا ضلع ہے۔ جنوب میں
ڈیرہ غازی خان اور مظفر گڑھ کے ضلع۔ مشرق میں جھنگ

اور شاہ پور کے ضلعے - مغرب میں کوہ سیکمان جو افغانستان
 اور ہندوستان کی حد فاصل ہے - اس ضلع کی لمبائی شمال
 سے جنوب تک بحساب اوسط ۱۱۰ میل ہے۔ اور چوڑائی ۸۰ میل +
 اگر تم ایک بارشت لہا اور ایک بارشت چوڑا کاغذ کا
 چوکور ٹکڑا جیسا نیچے بنا ہوا ہے - کاٹو۔ تو اسے ایک
 مربع بارشت کہیئے۔ اسی طرح ایک گز بٹے اور ایک گز
 ایک میل

دو ایک

ایک میل مربع میل ایک میل

ایک میل
 چوڑے چوکور ٹکڑے کو ایک مربع گز کہیئے۔ اسی طرح ایک
 میل چوڑے اور ایک میل بٹے کھیت میں ایک مربع میل
 زمین ہوگی۔ اس ضلع میں اثنی زمین ہے۔ کہ اگر اس سب کو
 صاف اور خشک کر کے اس کے ایک ایک میل بٹے - ایک
 ایک میل چوڑے چوکور کھیت بنائیں - تو ۹۲۹۶ کھیت بنیئے۔
 اسی بات کو یوں بھی کہ سکتے ہیں۔ کہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں
 کا رقبہ ۹۲۹۶ مربع میل ہے۔ اس میں ۷۴۷ گاؤں اور

قصبہ آباد ہیں۔ جن میں ۲۷۹۱۴۲۹ آدمی کی آبادی ہے *۔

ضلع کی صورت اور شکل

اس ضلع کی شکل کو نقشے میں غور سے دیکھو۔ کیسی بلہی چوڑی ہے۔ قریب قریب کتاب کے صفحے کی طرح ہے۔ دریائے سندھ نے قُذرتی طور پر اس ضلع کے دو حصے کر دیئے ہیں۔ جو حصہ دریائے سندھ کے مشرق میں ہے۔ اُسے سندھ وار کا علاقہ کہتے ہیں۔ جو حصہ دریائے سندھ کے مغرب میں ہے۔ اُسے سندھ پار کا علاقہ *۔ سندھ وار کے علاقے کا رقبہ سندھ پار کے علاقے سے قریباً ڈیوڑھا ہے *۔ دریائے سندھ کے مشرقی کنارے کے برابر برابر جو زمین کا چوڑا سا قطعہ چلا جاتا ہے۔ اُسے نشیب یا کچی کہتے ہیں۔ اس زمین میں پہلے دریا بہتا تھا۔ اب برے کو ہو کر بہتا ہے۔ کچی کے مشرق کی طرف ریشلا میدان ہے۔ اُسے تھل کہتے ہیں۔ کچی کو نشیب اس لئے کہتے ہیں۔ کہ اُس کی زمین تھل کی بہ نسبت نیچی ہے۔ دریائے سندھ کے پار جو سطح مُرتفع ہے۔ اُسے دامن کہتے ہیں *۔ کچی اور تھل کے درمیان ایک قُذرتی بند ہے۔ شمال میں

کلور کوٹ کے پاس تو چالیس فٹ اونچا ہے۔ جوں جوں جنوب کو جائیں۔ اس کی بلندی کم ہوتی جاتی ہے۔ کوٹ سلطان کے نیچے صرف دو تین فٹ ہے + کچھ ہیں عموماً نظارہ اچھا ہے۔ نصف کے قریب اس کی زمین مزروعہ ہے۔ باقی حصے میں سرکٹے پیدا ہوتے ہیں + تھل کا علاقہ بہت خشک ہے۔ ادھر بارش ہوتی ہے۔ ادھر زمین پی جاتی ہے۔ کہیں کہیں گڑھوں میں ایک دو دن تک پانی جمع بھی رہتا ہے۔ اکثر جگہ ریت کے بڑے بڑے ٹیلے ایک دوسرے کے برابر برابر قطاروں میں چلے جاتے ہیں +

پہاڑ

اپنے گاؤں کے باہر جا کر دیکھو۔ کہیں گرہا ہے۔ کہیں پانی بھرا ہے۔ کہیں کھیت ہیں۔ کہیں درخت ہیں۔ بعضی جگہ ریت مٹی کے ٹیلے ہیں۔ پتھروں کے قدرتی ٹیلے جو بڑے بڑے اونچے ہوتے ہیں۔ انہیں پہاڑ کہتے ہیں۔ اس ضلع کے شمال مغرب اور مغرب میں پہاڑ ہیں + کوہ سلیمان ایک سیدھی لکیر کی طرح

اس ضلع اور افغانستان کے درمیان واقع ہے۔ اس کے پرے اور بھی پہاڑ ہیں۔ جو شمال سے جنوب تک قطاروں کی طرح چلے گئے ہیں۔ یہ قطاریں ٹیڑھی بیڑھی ہیں۔ پر ان کا درمیانی فاصلہ ایک ہی جتنا ہے۔ یوں سمجھو۔ کہ گاڑی کے پیٹوں کی بیکھ کی طرح ہیں + ان قطاروں کے رینچوں بیچ میں شمالاً جنوباً تو خاصہ رستہ ہے۔ پر خاص خاص مقاموں کے سوا شرقاً غرباً گزر نہیں ہو سکتا۔ ان مقاموں کو درہ کہتے ہیں + جنوب میں وہووا کے درے سے لے کر بین درہ تک جہاں سے ضلع بٹوں کو رستہ جاتا ہے۔ کوئی اے درے ہونگے۔ ان میں سے مشہور یہ ہیں۔ وہووا۔ زاؤ۔ گل۔ ٹانگ تلم اور شرہ +

مقام

یہ پہاڑ جس کو رتا کوہ (یعنی سرخ پہاڑ) بھی کہتے ہیں۔ بٹوں کے ضلع میں مقام بیسا خیل سے شروع ہو کر دریائے سندھ کے کنارے کنارے ایک مقام چورہ تک آیا ہے۔ یہاں سے مغربی رخ لئے پٹیاں تک چلا گیا ہے۔ اس پہاڑ میں پتھر ہی پتھر دیکھو گے۔ سبزہ اور پانی نام کو نہیں۔ ہاں کہیں کہیں چشمے پائے

جانتے ہیں۔ ان چشموں پر عموماً کھجور کے درخت دیکھنے میں آتے ہیں۔ سب سے بڑا چشمہ کڑی کھسور کے پاس ہے۔ بعض بعض جگہ چھوٹے چھوٹے کھیت بھی ہیں۔ لیکن ان کی پیداوار صرف مینہ پر منحصر ہے۔ کسی سال مینہ اچھی طرح برسا۔ تو خاصی فصل ہو گئی۔ ورنہ کچھ بھی نہیں پیدا ہوتا +

کھسور کے پہاڑوں کی قطار کے برابر برابر شمال مغرب کو ایک اور قطار پہاڑوں کی جاتی ہے۔ اسے زینلا کوہ کہتے ہیں + زینلا کوہ اس ضلع کو بیٹوں کے ضلع سے جدا کرتا ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک سلسلہ کوہ دھننی کہلاتا ہے۔ دوسرے کا نام سلسلہ کوہ شیخ مبین ہے + سلسلہ کوہ کے معنی پہاڑوں کی قطار ہیں۔ بھٹی پہاڑ ضلع بیٹوں کی وزیر بری پہاڑیوں کے سلسلے میں چلا آتا ہے۔ اس پہاڑ کے دونوں سروں پر مشہور درے ہیں۔ مشرق کی طرف پیرو ہے۔ اور مغرب کی طرف مبین درہ۔ ان میں سے بیٹوں کو راستے جاتے ہیں۔ شیخ مبین کی قطار میں سے اسی نام کی پہاڑی بہت اونچی ہے۔ کوئی ۱۵۰۰ گز سے سوا ہے۔ اس

جگہ گرمیوں کے موسم میں بٹوں اور ڈیرہ اٹھیل خاں
 کے ضلعوں سے انگریز آ کر رہتے ہیں۔ گرمیوں میں
 یہاں بڑی ٹھنڈک ہوتی ہے۔ ایسے سرد مقاموں کو
 پیلاک کہتے ہیں *

دریا

جب مینہ برستا ہے۔ تو کچھ پانی زمین پی لیتی ہے۔
 کچھ موزیوں اور بدر روؤں میں بہ نکلتا ہے۔ آخر موزیوں
 کا پانی بہت سا اکٹھا ہو کر ایسے نلے بن جاتے ہیں۔
 کہ دو دو تین تین گز چوڑے اور گھٹنے گھٹنے گہرے
 ہوتے ہیں۔ اسی طرح جب پہاڑوں پر بارش ہوتی ہے۔
 تو پانی ڈھلان کی طرف بہ نکلتا ہے۔ اس کا سبب یہ
 ہے۔ کہ پہاڑ اونچے ہوئے ہیں۔ اور پانی ہمیشہ اونچے
 سے نیچے کی طرف بہتا ہے۔ اس بہتے پانی کو دریا کہتے
 ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ دریاؤں میں مینہ کے پانی کے
 سوا اور بھی کئی طرح سے پیدا ہو کر آتا ہے۔ ان میں
 سے ایک تو یہ ہے۔ کہ برف پہاڑوں پر جاڑے کے موسم
 میں پڑتی ہے۔ گرمی کے دنوں میں سورج کی تپش سے

پکھل جاتی ہے۔ اس کا پانی بن کر دریاؤں میں آگتا ہے *

دریا اس ضلع میں ایک ہی ہے۔ اس کو دریاے سندھ کہتے ہیں۔ کچھ ذکر اس کا پہلے بھی آچکا ہے۔ یہ دریا شمال کی طرف سے آتا ہے۔ ہزارہ۔ پشاور۔ راولپنڈی۔ کوہاٹ اور بٹوں کے ضلعوں سے ہوتا، سموا اس ضلع میں داخل ہوتا ہے۔ یہاں اس کا پاٹ چوڑا ہے۔ اور تہ میں ریت ہے۔ اس کی کئی دھاریں ہیں۔ جن کا منحنی کبھی کسی طرف کو ہوتا ہے۔ کبھی کسی طرف سے بڑی دھار چار میل چوڑی ہے * اس میں کئی جگہ ٹاپو ہیں * کچھ میں دریاے سندھ کی دھاریں جا بجا پائی جاتی ہیں۔ برسات کے موسم میں جب دریا اُمتدنا ہے۔ تو تمام نشیب یا کچھ میں پانی پھر جاتا ہے۔ اور بڑا نقصان ہوتا ہے * اس میں پہاڑوں پر سے برف کا پانی آتا ہے۔ ڈیرہ غازی خاں کے ضلع کے جنوب میں ایک مقام مٹھن کوٹ ہے۔ اس مقام سے ذرا اوپر پنجاب کے پانچوں دریا اس میں مل جاتے ہیں۔ یہ دریا اتنا بڑا ہے۔ کہ ایسے بڑے دریا اور جگہ نہایت

Check

1987

ہی کم ہیں *
 سندھ پار وڈیا سے لے کر پہاڑ تک سارا علاقہ
 دامان کہلاتا ہے *

اس علاقے میں مشہور ندیاں یہ ہیں - (۱) تنکوارا
 جو طابنک زام آور آور دروں سے مٹھیاں کا پانی جمع
 کر کے شمالی حصے کو سیراب کرتی ہے - (۲) لونہ - یہ سب
 سے بڑی ہے - درو گمل سے نکلتی ہے - اور شہر
 ڈیرہ اسماعیل خاں سے کوئی پندرہ میل نیچے دریائے سندھ
 میں مل جاتی ہے - (۳) دھوا ندی جو ڈیرہ فٹخ خاں آور
 دھوا کے شہروں کے گرد ہوتی ہوئی دامان کے جنوبی حصے
 کو سیراب کرتی ہے *

معدنی اشیا

زمین سے ہر طرح آدمی کو نفع حاصل ہے - اس
 کے اوپر اناج پیدا ہوتا ہے - درخت اُٹتے ہیں - جنگل
 کھڑے ہیں - اور ان کی پیداوار سے ہم فائدے اٹھاتے
 ہیں - مگر ان کے سوا آور بھی کئی چیزیں ہمیں اس
 سے حاصل ہوتی ہیں - جو اس کی سطح پر پیدا نہیں

ہوتیں۔ مگر اس کے اندر دبی ہوئی ہوتی ہیں۔ ایسی چیزوں کو جو زمین میں سے نکالی جاتی ہیں۔ دھاتیں یا معدنیات کہتے ہیں۔ مثلاً لوہا۔ تانبا۔ چاندی۔ نمک و غیرہ + لوہا کو ہستان دزیری میں پایا جاتا ہے۔ اور تو اس رُضلع میں کوئی قیمتی چیز اس رُضعم کی نہیں نکلتی۔ شیخ مہرین کے پہاڑوں میں پھٹکری۔ مٹی کا تیل۔ ایک رُضعم کی پیلی مٹی اور شورہ ملتے ہیں +

پھٹکری دوا کے کام آتی ہے۔ اُسے پنگلا کے شیشے کے برتن جوڑتے ہیں۔ بعضی جگہ لوگ کھاد کی طرح کھیتوں میں پھٹکری ڈالتے ہیں +

شورہ کلر سے بنتا ہے۔ پُرانے کھپڑوں کے ٹیلوں پر جو سفید سفید کھار جمی ہوتی ہے۔ اُسے کھرج کر لے آتے ہیں۔ ناندوں پر لکڑیاں رکھ کر گھاس پھوس بچھا دیتے ہیں۔ اُس پر جو کھار مٹی لائے تھے۔ ڈال دیتے ہیں۔ اُوپر سے پانی کی دھار چھوڑتے ہیں۔ کھار کھار پانی میں گھل کر گھاس میں سے نیچے ناند میں ٹپک جاتی ہے۔ صرف ریت مٹی گھاس کے اُوپر رہ جاتی ہے۔ اُسے پھینک دیتے ہیں۔ ناند کے کھار والے پانی کو

کڑھائی میں جوش کرتے ہیں۔ پانی پانی اڑ جاتا ہے۔
 سرد ہو کے کھار کی سفید سفید قلمیں جم جاتی ہیں۔
 انہیں نکال کر بیچتے ہیں۔ شورہ یہی ہے۔ مٹہ میں
 ڈالو۔ تو تنخ سا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن زبان کو ٹھنڈا
 کر دیتا ہے۔ اسی لئے پانی ٹھنڈا کرنے کے کام آتا ہے۔
 یہ دوا میں پڑتا ہے۔ آتشبازی اور باروت میں خرچ
 ہوتا ہے۔ اس کے رکھلے بناتے ہیں۔ بڑے سبک
 ہوتے ہیں۔ لیکن سبیل پیچتے ہی پانی پانی ہو جاتے
 ہیں۔ شورے کی سلائی بنا کر آنکھوں میں پھیلتے ہیں۔
 بڑی ٹھنڈک ڈالتی ہے *

۴۷۱
 دامان اور تھل کے بعض مقامات میں ایک
 قسم کا پودا پیدا ہوتا ہے۔ اسے کھار لانی کہتے ہیں۔
 اس سے سبھی بناتے ہیں۔ منگسر کے مہینے میں پودے
 اکٹھے کرتے ہیں۔ ان کو خشک کر لیتے ہیں۔ پھر ایک
 گڑھا کھود کر سوکھے پودوں کو اس میں رکھ کر آگ
 لگا دیتے ہیں۔ کھاری مادہ گھل کر راکھ کے ساتھ
 مل جاتا ہے۔ اور ایک رکھنگر سا بن جاتا ہے۔ سبھی
 یہی ہے۔ اس سے دھوبی کپڑے صاف کرتے ہیں۔

عورتیں سر میں ڈالتی ہیں۔ اور دواؤں میں پڑتی ہے۔
 اس ضلع میں پہلے سبھی عام بنا کرتی تھی۔ اب دو روپے
 دے کر لائسنس یعنی اجازت لینا پڑتی ہے۔ اکثر دھوبی
 اپنے استعمال کے واسطے بناتے ہیں۔ فروخت کے لئے
 بھی کبھی کبھی بنتی ہے۔ اور روپے کی بیس پچیس
 سیر آتی ہے +

اس ضلع میں کنسہ کہیں نہیں۔ اس لئے سڑکوں
 پر اینٹیں توڑ کر گوتھتے ہیں۔ تاکہ سڑکیں پختہ
 بن جائیں۔ چوڑے کا پتھر سب پہاڑیوں میں بکثرت
 پایا جاتا ہے۔ اس سے عمارت کا معمولی کام بخوبی
 نکل سکتا ہے۔ پر سڑک پر گوتھنے کے کام نہیں آتا۔
 سخت بھت ہوتا ہے۔ اور ٹوٹتا نہیں۔ اس کا چونا
 بنتا ہے +

درخت

جنگل میں جاؤ۔ ہری ہری گھاس اور طرح طرح کے
 درخت دیکھو گے۔ درختوں سے زمین کی آرائش ہے۔ ان
 میں پرندے بسیرا لیتے ہیں۔ آدمی اور بچہ پائے ان

کی چھاؤں میں آرام پاتے ہیں۔ ان کی لکڑی جلانے کے
 کام آتی ہے۔ مکانوں کے لیے رکاوٹوں کی جوڑیاں۔ چوڑھٹیں۔
 کڑیاں۔ تنگے اور گھروں کی آرائش کے لیے میز۔ کرسی
 وغیرہ ہزاروں چیزیں بنتی ہیں۔ اپنے زار و گرد
 غور سے دیکھو۔ کشتی پر چیزیں لکڑی کی بنی ہوئی ہیں !
 درخت بڑے کام آتے ہیں۔ درخت نہ ہوتے۔ تو زمین
 یکسی بے رونق معلوم ہوتی۔ اس ضلع میں ڈگر کے
 قابل یہ درخت ہیں۔ شیشم۔ بیری۔ بھانی۔ کھجور۔ فراش۔
 لانا۔ جال۔ جنڈ۔ پھلہ۔ کیکر۔ بیل۔ کریتہ۔ رکپ۔ بوئی +
 شیشم کو ٹاہلی بھی کہتے ہیں۔ یہ درخت اچھا
 اونچا ہوتا ہے۔ اس میں گول گول چکنے پتے لگتے
 ہیں۔ ان میں سیلی سیلی چنٹی پھلیوں کے چمچھے لٹکتے
 ہیں۔ اور وہ ایسے دکھائی دیتے ہیں۔ گویا درخت نے
 بالی پتے پہن رکھے ہیں۔ یہ درخت اکثر پانی کے قریب
 ہوتا ہے۔ اس کی لکڑی بڑی چکنی۔ وزنی اور مضبوط
 ہوتی ہے۔ بڑی متنگی پہنتی ہے۔ اس کے رکاوٹ۔ چوڑھٹیں۔
 میزیں۔ کڑیاں۔ صندوقے اور اور سینکڑوں چیزیں
 بنتی ہیں +

بیری کے درخت خاصے اُونچے ہوتے ہیں۔ بیر بڑے
 ٹیٹھے ہوتے ہیں۔ بیری کی لکڑی کے تختے بنتے ہیں *
 چار پائپوں کے سیزوے اور پیٹیاں اکثر اسی کی بنتی ہیں۔
 اس کے پتے اُونٹ اور بکریاں بڑے منے سے کھاتے ہیں *
 ریشم اور بیری دونو کچھتی میں بہت ہیں *

اس درخت کی چھال بید کے درخت کی سی
 ہوتی ہے۔ دیکھنے میں بھی بید کے درخت سے ملتا
 جلتا ہے۔ معمولاً پنڈرہ برس فٹ اُونچا ہوتا ہے۔ اکثر گرم
 اور ریشم مقاموں میں بہت ہوتا ہے۔ جب چھوٹا سا
 پودا ہوتا ہے۔ تو اس کے پتے بہت چھوٹے چھوٹے
 اور سٹکڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ جب بڑا درخت ہو جاتا
 ہے۔ تو پتے چوڑے چوڑے اور دندانہ دار ہوتے ہیں۔
 اس کی لکڑی سفید ہوتی ہے۔ رعمارت کے کام آتی ہے۔
 اس کی شاخوں سے ہندو داتن بناتے ہیں۔ بعض
 مقاموں میں اس کی لکڑی کے صندوقچے بناتے ہیں۔
 ان پر خوب جلا کرتے ہیں۔ کشتی ہی جگہ بھانی کی لکڑی
 جلانے کے کام آتی ہے *

بہت اُونچا درخت ہوتا ہے۔ شاخیں نہیں

ہونیں۔ شکل میں بھی زرا لا ہوتا ہے۔ تنا رسیدھا اور اُس
 کے اوپر آٹھ نو فٹ لمبے پتوں کا پچھٹا ہوتا ہے۔ یہ چھتری
 کی طرح چاروں طرف پھیل جاتا ہے۔ اس کے پٹھوں کے
 بورے بنے جاتے ہیں۔ پٹھے پنکھیاں بناتے ہیں۔ اس
 کی لکڑی سے چھت کی کڑیاں اور کوؤں کی ناریاں بناتے
 ہیں۔ اس پر چھمارے جیسا میوہ لگتا ہے۔ اسے کھجور کہتے
 ہیں۔ پکلی کھجوریں بڑی بیٹھی ہوتی ہیں۔ بازاروں میں آکر بچتی
 ہیں۔ کچلی میں کھجور کے درخت اکثر جگہ پائے جاتے ہیں +
 فراش کا درخت بڑا اوٹھا اور خاصہ موٹا ہوتا ہے۔
 اس کی لکڑی جلانے کے کام آتی ہے۔ قچیوں کے ٹوکرے
 ٹوکرے وغیرہ بناتے ہیں۔ دوا کے کام بھی آتی ہیں۔ پانی
 ہو یا خشک زمین۔ یہ درخت سب جگہ اُل کھڑا ہوتا ہے۔
 اس کی شاخ کاٹ کر دوسری جگہ لگائیں۔ تو بڑی جلدی
 پھوٹ آتی ہے۔ اسی لئے جہاں بند باندھتے ہیں۔ اس
 کے کنارے کنارے اکثر فراش کے درخت لگا دیتے ہیں +
 یہ باڑ کا کام دیتے ہیں۔ اس کا کوئلہ اچھا نہیں ہوتا +
 یہ فراش سے ملتا ہوا ہے۔ اس کی تین قسمیں ہیں
 گورا لانا۔ کھار لانا اور پھیساک لانا۔ ان میں سے کھار

لانے کی سچی ہنتی ہے۔ یہ کھار ہے۔ ریلی ریلی پتھر سی ہوتی ہے۔ پٹساریوں کے ہاں پکنتی ہے۔ دھوبی سچی سے کپڑے دھوتے ہیں۔ پاپڑ والے پاپڑوں میں ڈالتے ہیں۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ سچی کس طرح بناتے ہیں +

سچا اس کو پیلو کا درخت بھی کہتے ہیں۔ دریا خاں اور دولہ والا کے درمیان جال کے درخت بکثرت ہیں۔ اس کے ہرے ہرے پتے لمبوترے پتے بڑے سہانے معلوم ہوتے ہیں۔ اس کی لکڑی مضبوط اور بہت کار آمد نہیں ہوتی۔ مگر تھل کے لوگ اس کی کڑیاں اور شہتیر بناتے ہیں۔ اس کا پھل سب کھاتے ہیں۔ اُسے پیلو کہتے ہیں۔ ننھا ننھا گول سسرخ رنگ کا بڑا میٹھا ہوتا ہے۔ غریب غریبا کے لیے تو نعمت ہے۔ گرمی کے موسم میں سینکڑوں مزدور عورت۔ بچے اس درخت کے نیچے جا بیٹھتے ہیں۔ اور پیلو چُن چُن کے کھاتے ہیں۔ پیلو کے اندر ننھی سی گٹھلی ہوتی ہے۔ یہ بڑی کڑوی ہے۔ دانت کے نیچے آتی ہے۔ تو مٹہ کڑوا زہر کر دیتی ہے۔ پیلو کی پشلی پشلی شاخیں اور جڑیں توڑ کر مشواکیں بناتے ہیں +

جھٹ کا درخت تھل میں ہر جگہ موجود ہے۔ اکثر

تضبوں اور کوؤں کے گرد دیکھنے میں آتا ہے۔ سڑی کے موسم میں جب گھاس نہیں ملتی۔ تو جنڈ کی شاخوں کو کاٹ کر بھڑوں بگڑیوں کو رکھلاتے ہیں۔ اس کثرن کا نام لاٹگی ہے۔ پوس کے مہینے سے لے کر پھاگن تک بھجی برابر چارے کی طرح استعمال کرتے ہیں۔ جن درختوں کے سائے تلے آرام کرتے ہیں۔ ان کی شاخیں نہیں کاٹتے۔ بغض جگہ پیروں کی خائقاہوں پر جنڈ کے درخت لگے ہوئے ہیں۔ یہ بھی بچے رہتے ہیں۔ ان کے سوا سب درختوں کو چھانٹتے ہیں۔ نکلتے جاڑے ان درختوں کو دیکھو۔ تو بے رونق معلوم ہوتی ہے۔ ٹھنڈ کے ٹھنڈ کھڑے ہیں +

جنڈ کا درخت اچھا اونچا ہوتا ہے۔ اس کی جڑیں زمین کے نیچے عجیب ڈھنگ سے ٹیڑھی بیڑھی پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ جنڈ میں پشلی پشلی گول اور بڑی لمبی پھلیاں لگتی ہیں۔ انہیں سانگر یا سانگری کہتے ہیں۔ پکا کر روٹی کے ساتھ کھاتے ہیں۔ سکھا کر رکھ چھوڑتے ہیں۔ جب جی چاہے۔ پانی میں بھگو کر ہری پھلیوں کی طرح پکا لیتے ہیں۔ جنڈ کی لکڑی جلتی خوب ہے۔ اس کا کوئلہ سب سے ہوتا ہے۔ ہندوؤں کے بغض فرقے جنڈ کو پاک سمجھتے

ہیں۔ ان کے ہاں شادی کی بعض رسوم ایسی ہیں۔ کہ
ان میں جٹ کی شاخ کا بٹگانا ضرور ہے +

اسے پشتو زبان میں پلوسا کہتے ہیں۔ پُرانے وقت
کی لکڑی سیاہ۔ مضبوط اور وزنی ہوتی ہے۔ اس کے
گاڑیوں کے پیٹے اور ہل کے پھالے اور اور چیزیں بناتے
ہیں۔ پھلادہ میں ایک قسم کا گوند لگتا ہے۔ بعض جگہ
اسے مقووی دوا کے طور پر استعمال کرتے ہیں +

دامان میں گاؤں کے آس پاس ریکر کے درخت
دیکھو گے۔ یہ درخت ایسا بے رونق ہوتا ہے۔ کہ گھر کے آگے
لگاؤ۔ تو اُجھاڑ دکھائی دینے لگے۔ اور خاک سی اُڑتی نظر آئے۔
لیکن اس کا ہر حصہ کار آمد ہے۔ اس کی لکڑی بڑی
مضبوط ہوتی ہے۔ اس کی سینکڑوں چیزیں بنتی ہیں۔
اس کا کوئلہ پکا ہوتا ہے۔ ریکر پر سفید سفید گوند لگتا
ہے۔ بڑے کام آتا ہے۔ ریکر کی چھال سے چمڑا رنگتے
ہیں۔ اس کی شراب بھی کھینچتے ہیں۔ ریکر کے پتے اور
پھلیاں بکری بڑی خوش ہو کر کھاتی ہے۔ اس کا کاٹھا
بڑا لمبا اور تیز ہوتا ہے۔ چبھ جائے۔ تو بڑا دکھ دیتا ہے۔
لیکن یہ بھی ایشا کام دیتا ہے۔ کہ کھیتوں کے ڈول پر

کانٹوں کی باڑ لگا دو۔ تو مویشی گھس کر انہیں خراب کرنے نہ پائیگی +

۱۱۱۔ اسے بھول بھی کہتے ہیں۔ شکل میں جھاڑی کی طرح کا ہوتا ہے۔ ریت کے ٹیلوں پر جھنڈ کے جھنڈ آگے ہوئے ہوتے ہیں۔ دو تین گز اونچا ہوتا ہے۔ ربیکر کی طرح اس میں بھی سفید سفید کانٹے لگتے ہیں۔ پر ربیکر کی نسبت بے شمار ہوتے ہیں۔ اس کی جڑ کی چھال کی ویسی شراب بنتی ہے +

۱۱۲۔ اسے کریر یا کریدل بھی کہتے ہیں۔ یہ بھی جھاڑی کی شکل کا ہوتا ہے۔ اس میں ننھا ننھا بیج دار گول پھل آتا ہے۔ اسے ٹینٹ یا ڈیلا کہتے ہیں۔ اس کا اچار ڈالتے ہیں۔ کریدل کی لکڑی پاؤدار ہوتی ہے۔ اسے ربیک نہیں لگتی۔ گوتیں کا بہت سا اسباب اس کا بنتا ہے + دامان اور نخل میں اس کی چھت کی کڑیاں بھی بناتے ہیں +

۱۱۳۔ یہ درخت کوئی دس فٹ اونچا ہوتا ہے۔ اس کے ریشے بے بے اور آپس میں خوب گتھے ہوئے ہوتے ہیں۔ رپ کی لٹی لٹی بے بے شاخیں ایسی پٹلی اور سیدھی ہوتی ہیں۔ جیسے چاہک۔ انہیں بھگو کر ریشے نکال لیں۔

تو رسیاں بہت ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ اور بڑی پاریدار ہوتی ہیں۔ انہیں نی سے نقصان نہیں ہوتا +
 بھول۔ کریتہ اور رکب فصل میں بکثرت ہیں۔ پر بوئی فصل
 میں چدھر دیکھو۔ اُدھر موجود ہے۔ یہ پودا کسی کام نہیں آتا
 شیخ مہربین کے پہاڑ میں کٹو۔ پستوانہ۔ اُوری وغیرہ کے
 درخت بہت ملتے ہیں +

پھل اور تزکاریاں

جن درختوں کا حال ہم نے تمہیں اوپر سنایا ہے۔ وہ
 نہ کسی کے بوئے ہوئے ہیں۔ نہ لگائے ہوئے۔ خود بخود اُگل
 آتے ہیں۔ بعضے بوئے جاتے ہیں۔ لوگ باغوں میں طرح
 طرح کے درخت لگاتے ہیں۔ انہیں پانی دیکر پرورش کرتے
 ہیں۔ بعضے درختوں میں پھول آتے ہیں۔ خوشبو دیتے
 ہیں۔ انکھوں کو طراوت پہنچاتے ہیں +

پھولوں کے سوا باغوں میں پھل بھی لگتے ہیں۔ سوغاتوں
 میں جاتے ہیں۔ بازاروں میں آکر بیٹھے ہیں۔ اس ضلع میں بڑے
 بڑے قصبوں میں باغات ہیں۔ ان میں آم۔ نارنگی۔ نیبو۔ کھٹے۔
 بیٹھے۔ سیب۔ انار وغیرہ مل جاتے ہیں۔ گرمی کے موسم میں
 کٹڑی۔ کھیرے۔ خربوزے۔ ٹینگ یا مٹھوانے بھی ہوتے ہیں +

ان کے علاوہ اس ضلع میں تزکاریاں بھی ہوتی ہیں۔ گاجر۔
 مولیٰ۔ شلغم۔ پودینہ۔ پیاز۔ پاک۔ آلو۔ اروسی۔ گوبھی۔ کچاؤ۔ تورٹی۔
 بھنڈی۔ ٹنڈے۔ گھیا۔ چھوڑیا بہت ہوتے ہیں۔ قصبوں میں
 یہ تزکاریاں اکثر مل جاتی ہیں۔ پہاڑ پور کے مضافات میں
 سُرخ مرچ بھی کثرت سے ہوتی ہے *

جانور

اب تک ہم نے تمہیں اس ضلع کے پہاڑ۔ وریا۔ درخت۔ پھل۔
 تزکاریوں کا حال بتایا ہے۔ لیکن اب تھوڑا سا ذکر یہاں کے
 جانوروں کا کرتے ہیں۔ جس طرح خدا تعالیٰ نے زمین و آسمان
 بنائے ہیں۔ آسمان پر چاند اور سورج اور تارے چمکائے ہیں۔
 زمین پر پہاڑ کھڑے کئے ہیں۔ وریا بہائے ہیں۔ درخت اگائے ہیں۔
 ہری ہری گھاس کے فرش بچھائے ہیں۔ اُسی طرح چوٹی سے
 لے کر ہاتھی تک جانور بھی پیدا کئے ہیں۔ جانور نہ ہوتے۔ تو زمین
 کیسی بے رونق ہوتی۔ گائے۔ بھینسوں کا دود۔ دہی۔ ملائی۔ بھیڑ۔
 بکریوں کی اُون اور اُون کی لوٹی۔ گنبل۔ گاڑھی۔ گھوڑے۔ اونٹ
 کی سواری۔ طوطے۔ سینا کے چٹھے کُچھ نہ ہوتے۔ آدمی بہت سی نعمتوں
 سے محروم رہتے۔ بہت سے مشقت کے کام جو اب جانوروں سے

لیتے ہیں۔ خود کرنے پڑتے۔ اور خدا جانے پھر بھی وہ کام
 اچھی طرح ہوتے یا نہ ہوتے۔ بلی۔ گتے۔ گائے۔ بھیئیں۔ بیل۔
 بکری۔ بھیڑ۔ اوٹ۔ گھوڑے۔ خچر۔ تم ہر روز دیکھتے ہو۔ یہ
 بڑے کام کے جانور ہیں۔ ریت میں سفر کرنا اوٹ ہی کا کام
 ہے۔ اور جانور سو قدم چلے۔ تو ہانپ جائے۔ اور بند بند ڈھیل
 ہو جائے۔ چوپاؤں میں یہ صفت خدا نے اوٹ ہی کو
 عطا کی ہے۔ کہ نہ پاؤں ریت میں دھستے ہیں۔ نہ جلد
 جلد پیاس لگتی ہے۔ اچھلتا کودتا ریت میں اس طرح
 جاتا ہے۔ جس طرح سڑک پر گھوڑا۔ دامان اور تھل میں
 اوٹ بکثرت پالے جاتے ہیں۔ ان کی خوراک لانا اور پیلو ہے۔
 طوطے۔ مینا۔ تیتیر۔ بٹیر۔ چکور۔ کبوتر پالتے ہیں۔ طوطے کی سی
 ناک مشہور ہے۔ چکور چاند پر عاشق ہے۔ چاندنی راتوں کو
 اس کی طرف منہ کر کے ایسی پیاری پیاریاں بولتا ہے۔
 کہ روکے نہیں مڑتا۔ بعض لوگ باز اور شکرے پالتے ہیں۔
 انہیں گھنگرو پہناتے ہیں۔ بڑے شوق سے رکھتے ہیں۔
 اور ان کی بدولت پرندوں کا شکار کرتے ہیں۔ رگد ہمیشہ
 دیکھنے میں آتے ہیں۔ پرندوں میں تندر۔ ٹھنگ۔ بٹخ۔
 کالا تیتیر۔ ہنس اپنے اپنے موسم میں پائے جاتے ہیں *

کچھی میں خرگوش بہت تھے۔ پر چوبیس برس کا غرصہ
 گزرا ہے۔ کہ سب دریائے سندھ کے طوفان میں دب گئے۔
 دامان میں جاؤ۔ تو کہیں کہیں خرگوش دیکھو گے۔ گلابی آنکھیں
 بڑے بڑے کان۔ ننھے ننھے بدن۔ وہ ٹھانچیں مارتے ہیں۔
 کہ آدمی دیکھ کر دنگ رہ جائے + گریڈ کو تم نے اکثر اتوں
 کو غل مچاتے سنا ہوگا۔ کسانوں کو بڑا روق کرتا ہے۔ اُن
 کے کھیت کھا جاتا ہے۔ اس سے ملتا جلتا ذرا موٹا تازہ جانور
 ایک اور ہوتا ہے۔ یہ لوٹری ہے۔ اس کے جسم پر نرم
 نرم بالوں کا سمور بڑی قیمتی پوشش ہے۔ لوگ اس
 کا شکار کرتے ہیں۔ اور سمور اُتار کر کپڑے بنا لیتے ہیں۔
 ہرن مختلف رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان کی بہت سی قسمیں
 ہیں۔ لیکن سب کے جسم سے ہونٹے اور پھڑتیلے ہوتے ہیں۔
 ہرن سی خوبصورت آنکھیں کسی کی نہیں ہوتیں۔ ان کے
 سینگ بڑے تیز ہوتے ہیں۔ لوگ اُن کا شکار کرتے ہیں۔
 شیخ بُدین اور مغربی پہاڑیوں میں اڑیاں بھی ملتا ہے۔
 یہ بھیڑ کی قسم سے ہے۔ سر پر مڑے ہونٹے دو بڑے
 مضبوط سینگ ہوتے ہیں۔ اسے سینگوں کے بل ڈھیلکی
 لگانے کا بڑا شوق ہے۔ یہاں کے جنگلوں میں سانپ بھیڑیے

چیتے - چرخ یا لکڑ بگڑ - پچھو پائے جاتے ہیں - یہ سب
 مؤذی جانور ہیں۔ بھیڑ یا شغل صورت میں گتے سے ملتا جلتا
 ہے۔ اس کی لمبی تھوکتنی اور ترچھی آنکھیں کیسی ڈراؤنی
 معلوم ہوتی ہیں۔ چرخ صورت میں بھیڑیے سے ملتا ہوا
 ہے۔ بڑا ڈراؤنا اور بدبودار اور ناپاک جانور ہے۔ لیکن بھیڑیے
 اور چیتے کی نسبت ڈرپوک بہت ہے * دریا کے کنارے پر
 اود بلاؤ ملتے ہیں۔ مُشک بلاؤ بھی اس ضلع میں پائے جاتے
 ہیں۔ دامان میں ایک قسم کا چوہا کھیتوں میں ہوتا ہے۔
 اُسے دروئی کہتے ہیں۔ یہ کھیتوں کا ستیا ناس کر دیتا ہے۔
 پر اسے لم ڈھیک کھا جاتے ہیں۔ اور بچارے کسانوں
 کی کھیتیاں تباہی سے بچ جاتی ہیں *
 ثم سب نے چٹھلیاں دیکھی ہونگی۔ اس ضلع میں ماہی
 گیروں کو کچھ سرکار کو دینا نہیں پڑتا۔ جس کا جی چاہے۔
 جال اور بنشیاں بیکر ندی نالوں اور دریا سے چٹھلیاں
 پکڑتے چلا جاتا ہے۔ یہ کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ رہو۔ تھیلار
 سال۔ شگھارا وغیرہ۔ رہو بڑی مزیدار ہوتی ہے۔ دریا
 میں سنار بھی بکثرت ہیں۔ لیکن چھوٹے چھوٹے -
 یہ آڈیوں کو ایذا نہیں دیتے *

موسم اور آب و ہوا

اس ضلع میں گرمیوں میں گرمی اور جاڑے میں سردی شدت سے ہوتی ہے۔ بیساکھ کے مہینے میں اکثر گرم ٹوئیں چلتی ہیں۔ جدھر دیکھو۔ پنکھے پل رہے کہیں۔ جیٹھ۔ اسارٹھ میں آندھیاں آتی ہیں۔ اور بڑی شدت کی گرمی پڑتی ہے۔ اترتے اسارٹھ بارش ہوتی ہے۔ بارش ہونے سے پہلے اور نیز بارش ہو کر جب ذرا کھل جاتا ہے۔ ایسی گرمی ہوتی ہے۔ کہ دم گھٹا جاتا ہے۔ اس ضلع میں بارش بہت کم ہوتی ہے۔ جیسے اور جگہ برسات ہوتی ہے۔ یہاں اُس طرح متواتر مینہ نہیں پڑتا۔ پھر بھی ساون۔ بھادوں میں خاصہ پانی برستا ہے۔ اسوج میں راتیں ٹھنڈی ہونے لگتی ہیں۔ اور شروع کاتک میں پنکھے کی ضرورت نہیں رہتی۔ پودہ ماہ میں جاڑے کی شدت ہوتی ہے۔ اکثر لوگ پٹی۔ بانٹ۔ کشمیر وغیرہ اونی کپڑے پہننے لگتے ہیں۔ کیوں؟ اونی کپڑا باہر سے ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ لیکن اندر بدن تک سردی نہیں پہنچنے دیتا۔ اور جسم گرم کا گرم بنا رہتا ہے۔ ان دنوں صبح کے وقت بڑی ٹھہر پڑتی ہے۔ اس شدت کا پالا پڑتا ہے۔ کہ کھلے میدان

میں آم کے درخت بڑھ نہیں سکتے۔ ان درختوں کو چٹائیوں سے ڈھانک دیتے ہیں۔ اور بڑی احتیاط سے پرورش کرتے ہیں۔ تیسرے چوتھے سال جاڑے میں اس بلا کی سردی ہوتی ہے۔ کہ سرس اور ریکر کے درخت تباہ ہو جاتے ہیں۔ ان دنوں چھوٹے چھوٹے سچے تالاب دیکھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ اُن کی سطح پر برف اس طرح دکھائی دیتی ہے۔ جس طرح سفید چادر پچھی ہوئی ہے۔ امیر لوگ تو جاڑے میں گرم کپڑے پہنتے ہیں۔ اکثر لوگ آگ سے ہاتھ پاؤں سینٹے رہتے ہیں۔ پر کسانوں کو شاباش ہے۔ کہ بچارے وہی معمولی کپڑے پہنے کھیتوں میں کام کرتے ہیں *
 آٹے جاڑے اکثر لوگوں کو بُخار کی شکایت ہوتی ہے۔ جب بارش زور سے ہوتی ہے۔ تو اُس کے بعد بھی بُخار کا دور دورہ ہوتا ہے۔ ورنہ یوں تو اس ضلع کی آب و ہوا عموماً اچھی ہے *

زمین اور اُس کی پیداوار

اس ضلع کی زمین قدرتی طور پر چھ حصوں میں تقسیم ہے۔ زراعت کے لحاظ سے ہر ایک حصے کی خاصیت جدا

- جدا ہے۔ ان حصّوں کے نام ہم نیچے لکھتے ہیں *
- ۱۔ دامان۔ اس حصّے کی زمین کا کچھ ذکر پہلے آچکا ہے۔
 - ۲۔ پٹیاے کا علاقہ۔ اس میں لاہور کی دون اور پٹیاے کا علاقہ شامل ہیں۔ اس حصّے کی زمین نرم اور ریشی ہے۔
 - ۳۔ کھسور۔ نیلا کوہ اور بھٹنی کی پہاڑی زمین۔ یہاں بھی کھیت بارانی ہیں *
 - ۴۔ رگ پہاڑ پور کا علاقہ۔ اس علاقے میں کچھ تو کوؤں اور دھیا کی ٹھکانی کی وجہ سے۔ اور کچھ کوہ کھسور کی بارش کے پانی کی بدولت زمین زرخیز ہو جاتی ہے *
 - ۵۔ کچّی۔ اس حصّے کے کھیت چاہی اور سیدابی ہیں *
 - ۶۔ تھل۔ یہ ریشا میدان ہے۔ زراعت کا دار و مدار کوؤں پر ہے۔ بعض مقاموں کی زمین بارانی ہے *
 - اس ضلع میں دو فضلیں ہوتی ہیں۔ ایک اسٹھی یا ہاڑی۔ دوسری ساؤنی۔ ان کو ربیع اور خریف بھی کہتے ہیں۔ دامان میں ایک سال ربیع ہوتی ہے۔ ایک سال خریف۔

کچھی میں خریفہ اچھی نہیں ہوتی۔ اسوج۔ کانک میں اسڑھی
 کاریج پڑتا ہے۔ چیت۔ بیساکھ میں فضل کٹنے لگتی ہے۔ اس
 فضل میں گیہوں۔ جو۔ چنے۔ سرسوں۔ اسٹو (تارا میرا)۔ تمباکو۔
 شتر و خیرہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں * ساؤنی میں خر بوزے۔ کپاس۔
 بانجرا۔ مکئی۔ جوار۔ چاول۔ گنے۔ تل۔ مونگ۔ موٹھ۔ مسور۔ ماش
 وغیرہ چیزیں ہوتی ہیں *

ضلع بھر میں گیہوں کی پیداوار سب سے زیادہ ہے۔
 چاول زیادہ تر ٹانک کی تحصیل میں ہوتے ہیں۔ گیہوں
 سے دوسرے درجے پر بانجرا کی پیداوار کثرت سے ہوتی
 ہے۔ اکثر دامان میں ہوتا ہے۔ کچھی اور قنصل میں بھی ہوتے
 ہیں۔ پر شندھ پار جب فضل اچھی ہو۔ تو بانجرا بڑا سستا
 ہوتا ہے * ڈیرہ اسماعیل خاں کے آس پاس گنوں کی پیداوار
 دن بدن زیادہ ہوتی جاتی ہے *

پاشندے

اس ضلع میں دو بڑی قومیں آباد ہیں۔ ہندو اور مسلمان۔
 ہندو کم ہیں اور مسلمان زیادہ۔ یوں سمجھو کہ سات مسلمان ہیں۔
 تو ایک ہندو ہے۔ ہندوؤں میں برہمن۔ کھتری۔ اور وے۔

سُنا ر وِجَہ پائے جاتے ہیں۔ مُسلمانوں میں سید۔ پٹھان۔
 قُربیش۔ بلوچ۔ شُج بڑے رزقے ہیں۔ جاٹ۔ ترکھان۔ گُہار۔
 چڑھوئے وغیرہ بعض ہندو ہیں۔ بعض مُسلمان۔ ان کے
 علاوہ نائی۔ زبیرائی۔ چوہڑے۔ موچی۔ جُلاہے۔ ماچھی۔ ملاح۔ راجپوت۔
 اراٹیں۔ آدان۔ گُہار۔ فقیر۔ قصاب۔ خوجے۔ بہانے۔ بھاٹیے وغیرہ
 دانوں کے لوگ بھی آباد ہیں +

ہندوؤں میں برہمن اور مُسلمانوں میں سید سب سے بڑے
 مانے جاتے ہیں۔ سید اس ر ضلع میں بیشمار ہیں۔ جہاں جہاں
 اچھے مقام ہیں۔ وہاں سیدوں کی آبادی ہے۔ بھکڑ کی
 تحصیل میں جو کچھ کا حصہ ہے۔ اُس کے ر شال میں سب
 زرخیز گاؤں اُنہیں کے ہیں۔ اسی لئے اس علاقے کو سیدات
 میانی کہتے ہیں۔ یے کی تحصیل میں بھی سید پائے جاتے ہیں۔
 لیکن اتنے مُتوَل نہیں۔ قُصل اور دامان میں جہاں مقوولی
 زندگی بسر کرنے میں بھی کئی دقتیں پیدا ہوتی ہیں۔ سید
 بہت کم ہیں۔ سیدوں نے زمینیں کہاں سے لیں؟ یہ اُنہیں
 یہاں کے قدیم بلوچ قوم کے نوابوں نے اِقام کے طور پر
 عطا کی تھیں۔ بلوچ سیدوں کی بڑے درجے کی تقطیم کیا
 کرتے تھے۔ ڈیرہ کے نوابوں نے سیدوں کے حق میں کچھ

نہیں کیا۔ اہلِ تواب ٹھٹھک کے خاندان سے راغبیں بڑا
فیض پہنچا ہے۔ اب بھی چاٹ اور پلوچ سیدوں کی عزت
کرتے ہیں۔ پر وہ باتیں کہاں ؟ اب تو صرف ظاہر داری
ہے ۔

قریش اور شیخ سارے ضلع میں تھوڑے تھوڑے رستے
ہیں۔ ٹٹٹھک میں شیخ بہت ہیں۔ یہاں ران کے رشتے کا
نام بیچن خیل ہے۔ یہ دودن گُل کے شمال اور درو چینی کے
سرے پر آباد ہیں۔ مذہب کے پابند اور امن دوست ہیں۔
ہندوؤں میں اروڑے اور مسلمانوں میں خوجے بڑے تاجر
اور ساہوکار ہوتے ہیں۔ کھتری۔ اروڑے امن دوست قومیں
ہیں۔ زیادہ تر لین دین۔ ہاٹ دکان کرتے ہیں۔ بعضے پڑھ
لکھ کر فوکر ہو جاتے ہیں ۔

جاٹوں کے مختلف رشتے سیال۔ چھینے اور کھوکھر مٹتان اور
بھاو پٹور کی جانب سے پندرھویں صدی کے آغاز میں اس
ضلع میں آئے تھے۔ ران کے بعد پلوچ آئے۔ یہ بھی
جنوب کی ہی طرف سے آئے۔ ران کے بڑے بڑے گروہ
تھے۔ اور ہر ایک گروہ ایک حاکم کے تابع تھا۔ ہوتے ہوتے
جب ران کی بستی قائم ہو گئی۔ تو مختلف شخصوں کو کوٹوں

کے لئے زمینیں مل گئیں۔ اور کشتے ہی مقاموں میں بلوچوں کی آبادی نظر آنے لگی۔ کچی کے جنوبی حصے میں دریا خاں تک اب بھی بلوچ بکثرت ہیں +

بلوچ سنی فرقے کے مسلمان ہیں۔ پر اکثر مذہبی رسوم۔ مثلاً نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ اچھی طرح ادا نہیں کرتے۔ یوں تو بڑے نزہت یافتہ ہیں۔ لیکن ان میں عیب یہ ہے۔ کہ کابل اور سغور ہیں۔ اور اپنے عرونی سرگروہ سے بڑھکر کسی کی اطاعت کرنا پسند نہیں کرتے۔ جاٹوں اور اور زمینداروں کو بڑی حقارت سے دیکھتے ہیں + بلوچ بڑے مضبوط اور شکیل ہوتے ہیں۔ لمبے لمبے بال رکھتے ہیں۔ اور ان میں خوب تیل ڈالتے ہیں۔ رات کی عادتیں سیدھی سادی ہیں۔ غریبانہ خوراک کھا کر گزارہ کر سکتے ہیں۔ بڑے جفاکش ہیں۔ سفر میں ہوں۔ تو نھٹنے کا نام نہیں لیتے +

تجارت و حرفت

اس ضلع میں کوئی بڑا کارخانہ نہیں۔ پھر بھی اکثر گاؤں میں موٹا جھوٹا دیسی کپڑا بناتا ہے۔ خاص کر ڈیرے کی نگلیاں لپٹے کے کھیس مشہور ہیں۔ لکڑی کا کام ڈیرے۔

پھاڑ پُور اور گُلچھی میں بہت عمدہ ہوتا ہے۔ شیشم کی کڑی کی تپڑیاں۔ ڈبے اور چار پاٹیوں کے پائے ایسی صفائی سے بناتے ہیں۔ اور اُن پر اس خوبی سے رنگ آمیزی کرتے ہیں کہ دیکھنے والے تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ چوڑھواں کے سیاہ کمل مشہور ہیں۔ جہاں کہیں ندی نالے سال بھر بہتے ہیں۔ دہاں پن چکیاں موجود ہیں۔ دُون گُل۔ درابن۔ موٹے زئی۔ چوڑھواں۔ اور دھودا میں کئی پن چکیاں ہیں۔ ان سب میں آٹا پستا ہے۔ دن بھر میں دس پندرہ من تک پیس ڈالتی ہیں +

اس ضلع کی تجارت کچھ بہت بڑھی ہوئی نہیں۔ تاہم ڈیرہ اسماعیل خاں۔ ٹانک۔ گُلچھی۔ لیہ۔ بھکر میں بہت ہوتی ہے۔ انگریزی اور دیسی کپڑے کے تھان باہر سے یہاں آکر بیکنے ہیں۔ انگریزی کپڑا اکثر کرلنچی سے آتا ہے۔ جھنگ اور شاہ پور سے چمڑے۔ کواٹ سے نمک۔ ملتان اور سکھر سے مختلف قسم کے کھلونے آتے ہیں۔ گیہوں۔ باجرا۔ ویسی اُون اور گھی باہر جاتے ہیں۔ روٹی۔ بیل۔ شورہ اور سبھی کی بڑی تجارت ہوتی ہے۔ پر ان چیزوں کی پیداوار اس قدر نہیں ہوتی کہ باہر جائیں +

یونہی روزانہ کے لوگ جو ہندوستان اور خراسان کے مابین تجارت کرتے ہیں۔ اس ضلع میں درو گھل کے رشتے سے جاڑے میں آتے ہیں۔ اور ریشم۔ چرس۔ کلابٹوں۔ سمور۔ پستہ۔ سیب۔ انگور۔ بادام۔ کشمش۔ داکھ۔ منقا۔ اُون۔ مچیٹ۔ گھی۔ تنباکو۔ ہینگ اور سوکھے پھل ساتھ لائے ہیں۔ یہ لوگ بڑے تاجر ہیں۔ مختلف اضلاع میں ان چیزوں کو فروخت کرنے ہیں۔ گرمیوں میں واپس چلے جاتے ہیں۔ اور مُفصلہ ذیل چیزیں اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ نیل۔ انگیزی اور دیسی کپڑے کے برزے۔ چائے۔ جوتیاں۔ چمڑا۔ ٹک۔ ٹوٹے پتے۔ کاشی اور چینی وغیرہ کے برتن۔ ان کی تجارت میں مقامی تجارت کو جس کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔ بہت کم دخل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنا اسباب بیکر اس ضلع سے گزر جاتے ہیں۔ اور شاذ و نادر ہی کھول کر فروخت کرتے ہیں۔

آمد و رفت کے ذریعے

دریائے سندھ اور اُس کی شاخوں پونل۔ لالہ۔ ہزارا۔ چھتا وغیرہ میں نادیں چلتی ہیں۔ اور سینکڑوں من مال ادھر سے ادھر آتا جاتا ہے۔ دریائے سندھ پر ایک کشتیوں کا پُل

ہے۔ جو موسم سرما میں ہر سال باندھا جاتا ہے۔ اور آتی گزرتی توڑ دیا جاتا ہے۔ اس سے گلے بانوں اور تاجروں اور اور مسافروں کو بڑا ہی آرام ہے۔ پر گزریوں میں جب دریا چڑھ آتا ہے۔ تو آگن بوٹ کے بغیر گزرتا دھواں ہے *

جیل بھی کیا طیشات ہے۔ نہ بیل جوتا پڑتا ہے۔ نہ گھوڑا لگتا ہوتا ہے۔ کاٹھ کی کوٹھڑیوں میں مسافر آرام سے بیٹھے دھوئیں پانی کے زور سے ایک ایک دن میں چار چار سو میل کا سفر طے کر لیتے ہیں۔ اور کرایہ بھی کچھ بہت نہیں دینا پڑتا۔ اونٹ۔ گاڑی۔ گھوڑے پر بیٹھ کر چار سو میل جاتا ہو۔ تو کم سے کم ایک مہینا لگیگا۔ اور خرچ کی تو کچھ نہ پوچھو۔ ریل ہی کی بدولت ایک جگہ کی پیداوار دوسری جگہ مناسب قیمت پر مل سکتی ہے۔ جس زمانے میں ریل نہ تھی۔ بڑی دقت ہوتی تھی۔ اب تو بھکر سے سوار ہو کر بھرے کے رشتے لالہ موسے اور عجرات جاسکتے ہیں۔ اور جنوب کو رخ کریں۔ تو مزے سے ریل میں بیٹھ کر مظفرکھ اور ملتان کی سیر کر سکتے ہیں *

جیل بھی کیا طیشات ہے۔ نہ بیل جوتا پڑتا ہے۔ نہ گھوڑا لگتا ہوتا ہے۔ کاٹھ کی کوٹھڑیوں میں مسافر آرام سے بیٹھے دھوئیں پانی کے زور سے ایک ایک دن میں چار چار سو میل جاتا ہو۔ تو کم سے کم ایک مہینا لگیگا۔ اور خرچ کی تو کچھ نہ پوچھو۔ ریل ہی کی بدولت ایک جگہ کی پیداوار دوسری جگہ مناسب قیمت پر مل سکتی ہے۔ جس زمانے میں ریل نہ تھی۔ بڑی دقت ہوتی تھی۔ اب تو بھکر سے سوار ہو کر بھرے کے رشتے لالہ موسے اور عجرات جاسکتے ہیں۔ اور جنوب کو رخ کریں۔ تو مزے سے ریل میں بیٹھ کر مظفرکھ اور ملتان کی سیر کر سکتے ہیں *

جیل بھی کیا طیشات ہے۔ نہ بیل جوتا پڑتا ہے۔ نہ گھوڑا لگتا ہوتا ہے۔ کاٹھ کی کوٹھڑیوں میں مسافر آرام سے بیٹھے دھوئیں پانی کے زور سے ایک ایک دن میں چار چار سو میل جاتا ہو۔ تو کم سے کم ایک مہینا لگیگا۔ اور خرچ کی تو کچھ نہ پوچھو۔ ریل ہی کی بدولت ایک جگہ کی پیداوار دوسری جگہ مناسب قیمت پر مل سکتی ہے۔ جس زمانے میں ریل نہ تھی۔ بڑی دقت ہوتی تھی۔ اب تو بھکر سے سوار ہو کر بھرے کے رشتے لالہ موسے اور عجرات جاسکتے ہیں۔ اور جنوب کو رخ کریں۔ تو مزے سے ریل میں بیٹھ کر مظفرکھ اور ملتان کی سیر کر سکتے ہیں *

سے ہوتی ہوئی جھنگ کو گئی ہے۔ ایک اور سڑک کروڑ دو چہرہ
 اور کوٹ سلطان سے گزر کر ملتان کو جاتی ہے۔ ایک
 سڑک بھکرے دتیا خاں۔ سرریں والہ۔ ہیٹھو اور جتھڑاں والے گے
 رستے شاہ پوہ میں داخل ہوتی ہے۔ ایک سڑک ڈیرے سے بٹوں
 کو جاتی ہے۔ ان کے سوا کئی چھوٹی چھوٹی سڑکیں اس ضلع
 میں ہیں *

ڈاک اور تار برقی

قصبوں اور بڑے بڑے موضعوں میں ڈاک خانے ہیں۔
 ان سے یہ آرام ہے کہ اگر تمہیں کسی گاؤں۔ قصبے یا شہر
 میں کسی کے پاس کچھ خبر بھیجنی ہو۔ تو آدمی روانہ کرنے
 کی ضرورت نہیں۔ پیسے کا پوسٹ کارڈ لکھ کر یا آدھ آنے
 کے لفافے میں چھٹی بند کر کے ڈاک میں ڈال دو۔ سرکاری
 ہزکارے اور چھٹی رساں اُسے پہنچا دینگے۔ اور جواب آئیگا۔
 تو اُسے لے کر تمہارے پاس حاضر ہونگے۔ اور اس طرح کھر
 بیٹھے تمہیں جواب مل جائیگا۔ تمہارے پاس کچھ فائنو روپیہ
 ہو۔ تو ڈاک خانے میں جمع کرا دو۔ جو کھوں کسی طرح کی ذرا
 نہیں۔ اصل روپے کی ضرورت پڑے۔ تو جس وقت چاہو۔
 لے لو۔ اگر تمہیں کسی دوست کے پاس سوغات بھیجنی ہے۔

تو پلندہ کر کے ڈاک میں بھیج سکتے ہو۔ لاہور سے کچھ کرتا ہیں
 قینٹ منگانی ہوں۔ تو کُتب فروش کے نام چٹھی لکھ بھیجو۔ کہ
 بذریعہ پازسل قیمت طلب بھیج دے۔ وہ پلندہ کر کے تمہارے
 نام روانہ کر دیگا۔ ڈاک خانے کا چپڑاسی اُسے لے کر تمہارے
 مکان پر حاضر ہوگا۔ قیمت دے دو۔ کرتا ہیں لے لو۔ نہ نہیں
 کسی قسم کی جگہوں اٹھانی پڑے۔ نہ کُتب فروش کو +

ڈاک کے ذریعے خبر بھیجنے میں کم سے کم ایک آدھ
 دن لگتا ہے۔ لیکن تار برقی میں کمال ہے۔ ادھر خبر دے
 رہے ہو۔ ادھر پہنچ رہی ہے۔ جواب بھی چاہو۔ تو اُسی وقت
 لے لو۔ البتہ رشنا ضرور ہے۔ کہ ڈاک میں پیسہ دو پیسے خرچ
 ہوتے ہیں۔ تار خبر میں کم سے کم آٹھ آنے۔ اس ضلع
 میں ریل کے سٹیشن بھکڑ پر تار لگا ہوا ہے۔ پیزو سے
 ڈیرہ فٹخاں تک بھی برابر تار لگا ہوا ہے۔ اس کے
 ذریعہ ڈیرہ اسماعیل خاں سے بٹوں اور ڈیرہ غازی خاں چدھر
 چاہیں۔ تار کی خبر جا سکتی ہے +

تعلیم

علم سیکھنے کے برابر اچھی بات اور کوئی نہیں۔ عقل بڑھتی
 ہے۔ عزت ہوتی ہے۔ بعضے بعضے آدمی پڑھ لکھ کر بڑے بڑے

رُتھجے پاتے ہمیں۔ باپ دادا کا نام روشن کرتے ہمیں۔ روپیہ
 کماتے ہمیں۔ اوروں کو فائدے پہنچاتے ہمیں۔ لیکن یاد رکھو۔
 کہ علم صرف نوکری کی غرض سے ہی نہیں حاصل کرنا
 چاہئے۔ علم حاصل کرنے سے عقل تیز ہوتی ہے۔ نئی نئی
 باتیں سوجھتی ہیں۔ بُری باتوں سے نفرت ہوتی ہے۔ اور
 اُن کو ترک کر دیتے ہیں۔ اچھی باتیں ہمارے دل پر اثر
 کرتی ہیں۔ اور ہم اُن کو قبول کر لیتے ہیں۔ افسوس کہ لوگ
 صرف نوکری ہی کا خیال کر کے لڑکوں کو پڑھاتے ہیں۔ اور
 یہ نہیں سمجھتے۔ کہ ایک تعلیم یافتہ کاریگر انپڑھ کاریگر کی
 نسبت کام کیسا عمدہ بنائیگا۔ اور اُس کے ذریعے سے بھی
 بہت کچھ دولت کمالیگا۔

اس ضلع میں تین انگریزی کے مدرسے ہیں۔ یہ سب
 ڈیرے میں ہیں۔ ان میں سے دو میں تو انٹرنس تک
 پڑھائی ہوتی ہے۔ ایک میں مڈل تک انگریزی۔ فارسی۔
 ریاضی وغیرہ سب مضمون پڑھائے جاتے ہیں۔ لیہ۔ گلابی۔
 اور بھکر میں ورنیکلر مڈل سکول ہیں۔ ان میں انگریزی
 نہیں پڑھائی جاتی۔ ان کے سوا کئی گاؤں میں ابتدائی مدرسے
 ہیں۔ اُن میں لکھنا پڑھنا۔ حساب وغیرہ وہ باتیں بتائی

جاتی ہیں۔ جن کا جاننا امیرِ غریب سب پر واجب ہے ۛ
 اس ضلع کی تعلیمی حالت اچھی نہیں۔ مسلمان عموماً
 ناخواندہ رہتے ہیں۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ علم
 سب کو سیکھنا چاہئے۔ علم سے دل اور دماغ روشن ہوتا
 ہے۔ کسانوں کے لڑکے اکثر ان پڑھ رہتے ہیں۔ بڑے
 ہو جاتے ہیں۔ کھیتی کیاری کرنے لگتے ہیں۔ پر رشتی
 بھی عقل نہیں ہوتی۔ کہ ساہوکار سے حساب تو سمجھ لیں۔
 اور اُس کے دھوکے میں نہ آئیں۔ بچو! لڑکپن میں علم
 سیکھو۔ اس کے برابر کوئی نعمت نہیں۔ یہ وہ دولت ہے۔
 جسے نہ چور کا خطرہ ہے۔ نہ رہزن کا اندیشہ۔ عالمِ آدمی
 کی سب عزت کرتے ہیں۔ اگر ہماری بات کو نہ مانو گے۔
 تو بڑے ہو کر پتھراؤ گے ۛ

زبانیں

بھکر اور لیہ کی تحصیلوں میں اور ڈیرہ اشعلیل خاں
 کے اکثر حصے اور ٹانک اور کلاچی کے بعض مقامات
 میں پنجابی کی ایک شاخ مروج ہے۔ اسے ہندی کہتے ہیں۔
 دوسرا نام ڈیرہ وال ہے۔ ٹانک کے قصبے کے سوا جہاں

جنگی بولی جاتی ہے۔ سرحدی پہچان پشتو بولتے ہیں۔
 گلاہی کی تحصیل کے جنوب میں قبضانیوں کے گاؤں
 میں بولی جاتی ہے۔ جو لوگ بکھری یا دفاتر میں
 ملازم ہیں۔ کچھ اُردو بولتے ہیں۔ کچھ انگریزی۔ پران
 کی تعداد بہت نھوڑی ہے۔ اُردو یہاں کی زبان نہیں۔
 لیکن مدرسوں میں یہی پڑھاتے ہیں۔ بکھری کی کارروائی
 زیادہ تر اسی زبان میں ہوتی ہے۔ اسی سبب اس کا
 استعمال بڑھتا جاتا ہے *

میلہ

اس ضلع میں معمولی میلے تو سبھی ہوتے ہیں۔ پر
 لال عین کا میلہ سب سے زیادہ آب و تاب سے ہوتا
 ہے۔ یہ میلہ ہر سال بھادوں کی ۱۴-تاریخ کو شروع
 ہو کر تین دن تک بڑے زور شور سے رہتا ہے *
 موضع کوئلہ جام میں جو بھکرے سے ۴ کوس شمال کو
 ہے۔ سلطان طیب شاہ کا میلہ ماوچیت میں ہر سووار
 کو لگتا ہے * بلوٹ ایک پہاڑی مقام لب دریا کے رستہ
 اور ڈیرے سے قریب تیس کوس شمال کو ہے۔ یہاں

اہل اسلام چیت کے بیٹے میں شاہ عیسے صاحب۔ اہل شاہ صاحب اور میاں وڈا صاحب وغیرہ کی زیارت کو جاتے ہیں۔ ایسا ہی وہاں تھلہ کیوں رام پر ہندو کا میلہ ہوتا ہے۔ عید الفطر دو دن تک اور عید اضحیٰ تین دن تک رہتی ہے۔ اور ہمیشہ ان موقعوں پر گھڑ دوڑ اور نیزہ بازی کی کم و بیش رونق ہوتی ہے۔

ماہ محرم میں مہینہ خوانی خوب ہوتی ہے۔ ماتم بھی سخت ہوتا ہے۔

بیساکھی اور دسہرے کا میلہ معمولی آب و تاب سے مشن کپٹونڈ اور سراے وزیراں کے ریخامین لگتا ہے۔ کہیں ماری کا تماشا ہو رہا ہے۔ کہیں ہیر و راجھے کے رگیت کائے جاتے ہیں۔ کہیں ہندو لے جھول رہے ہیں۔ عرض سب طرح کے کھیل ہوتے ہیں۔ میلہ بیساکھی چار روز رہتا ہے۔ اور دسہرہ صرف ایک دن۔ بیساکھی اور عیدوں پر ہندو مسلمانوں کو ہر سال علی الترتیب پچاس پچاس روپے گھڑ دوڑ۔ نیزہ بازی۔ گشتا بازی وغیرہ کھیلوں کے لئے میونسپل فنڈ سے انعام ملتا ہے۔

اِنِطَام

ضلع کا کل اِنِطَام ڈپٹی کمشنر صاحب کے سپرد ہے۔ یہ ڈیرے میں رہتے ہیں۔ یہاں اُن کی مدد کے لئے اور بھی حاکم ہیں۔ اُن میں سے کوئی خزانے کا کام کرتا ہے۔ کوئی قیدیوں کا بندوبست کرتا ہے۔ کوئی لین دین کے جھگڑے چکاتا ہے۔ کوئی مارپیٹ۔ پجوری چکاری کے معاملے فیصل کرتا ہے۔ اور بچوروں بد معاشوں کو سزا دیتا ہے۔ ایک پولیس والا صاحب ہے۔ سارے ضلع میں چشتے ن خانہ دار اور رسپاہی ہیں۔ سب اُس کے ماتحت ہیں۔ ان کے سوا تحصیلدار ہیں۔ یہ اپنی اپنی تحصیلوں سے سرکاری جمع وصول کر کے خزانے میں داخل کرتے ہیں۔ زمیندار مالگزاری کے ادا کرنے میں جیلہ و محنت کرتے ہیں۔ تو یہ اُن پر تنبیہ کرتے ہیں۔ اپنے اپنے علاقوں میں پجوری چکاری وغیرہ کے چھوٹے چھوٹے مقدمے بھی کرتے ہیں۔ ڈیرہ اسماعیل خاں اور گلاچی کی تحصیلوں میں دو دو نائب تحصیلدار ہیں۔ بھکر اور لیہ میں ایک ایک۔ ٹانک میں بھی دو نائب تحصیلدار ہیں۔ تحصیلداروں کے ماتحت۔ پٹواریوں۔ قانونگوں۔

مُشقی۔ منصوبوں اور چپڑاسیوں کا بہت سا عملہ ہے کروڑ
اور ڈیڑے میں ایک ایک مُتصِف صاحب ہیں۔ یہ دیوانی
مُقدّمات فیصل کرتے ہیں *

ڈپٹی کمشنر صاحب اور دیگر مُحکّم اور اُن کے ماتحت کل
عملہ تنخواہ دار ہے۔ یہ سب سرکاری نوکر ہیں۔ جہاں چاہے۔
سرکار انہیں تبدیل کر سکتی ہے۔ لیکن اکثر شہروں اور قصبوں
میں سرکار نے میونسپل کمیٹیاں مُقرر کی ہیں۔ جس جگہ
میونسپل کمیٹی کا اِتّظام ہے۔ وہیں کے چند رئیس شریف
کمیٹی کے رُمبر ہیں۔ یہ کچھ تنخواہ نہیں لیتے۔ اُن کے ہاں
کی صفائی۔ سڑکوں اور مدرسوں کا دیکھنا بھاننا ان کے مُہمرو
ہے۔ ان کی تجویزوں کو عمل میں لانے کے لئے بہت سا
عملہ ہے۔ وہ کل تنخواہ دار ہے۔ اس ضلع میں ڈیڑہ اِسمعیلیاں۔
کُلاچی۔ بھکر۔ لیہ۔ کروڑ میں میونسپل کمیٹیاں ہیں *

تخصیص

اس ضلع میں پانچ ہیں۔ ڈیڑہ اِسمعیلیاں۔ کُلاچی۔ بھکر۔
لیہ۔ ٹانک * ان میں سب سے رونق دار ڈیڑہ اِسمعیلیاں
کی تخصیص ہے *

ڈیرہ اسماعیل خاں کی تحصیل کے شمال میں بتوں کا ضلع ہے۔ مغرب اور جنوب میں گلابی کی تحصیل۔ مشرق میں دریائے سندھ اور بھکر کی تحصیل * اس کا رقبہ ۱۶۷۳ مربع میل ہے۔ اور آبادی ۱۲۰۱۳۲ * اس میں ۲۶۰ گاؤں قصبے آباد ہیں۔ مشہور یہ ہیں۔ ڈیرہ نوشہر ہے۔ پہاڑ پور اور پٹیالہ قصبے *۔

گلابی کی تحصیل کے شمال میں ٹاہنگ کی تحصیل۔ مغرب میں کوہ سکیمان۔ جنوب میں ڈیرہ غازی خاں۔ مشرق میں ڈیرہ اسماعیل خاں کی تحصیل و دریائے سندھ *۔ اس کا رقبہ ۱۵۱۳ مربع میل ہے۔ اور آبادی ۷۰۹۵۰۔ اس میں ۱۱۱ گاؤں قصبے آباد ہیں۔ ان میں سے بڑے یہ ہیں۔ گلابی۔ پخوٹھواں۔ کری کھٹسور۔ جٹو والی۔ وٹھوا۔ وراہن۔ مٹی۔ ٹوٹی *۔

بھکر کی تحصیل کے شمال میں بتوں کا ضلع ہے۔ مشرق میں جھنگ و شاہ پور کے اضلاع ہیں۔ جنوب میں لیہ کی تحصیل۔ مغرب میں دریائے سندھ اور ڈیرہ اسماعیل خاں کی تحصیل *۔ اس کا رقبہ ۳۱۱۴ مربع میل ہے۔ اور آبادی ۱۱۲۴۲۹ آدمی کی ہے۔ اس میں ۱۹۴ گاؤں قصبے آباد

ہیں۔ جن میں سے بڑے یہ ہیں۔ بھکر۔ دڑیا خاں۔ کلور کوٹ۔
 چنداٹوالہ۔ گودا۔ دُٹے والہ۔ روشن والہ۔ حیدر آباد۔ منگیرہ۔
 لیہ کی تحصیل کے شمال میں بھکر کی تحصیل ہے۔ مشرق
 میں جھنگ کا ضلع۔ جنوب میں مظفر گڑھ کا ضلع۔ مغرب
 میں دڑیا کے سندھ۔ اس کا رقبہ ۲۴۴۸ مربع میل
 ہے۔ اور آبادی ۱۰۲۶۱۲۔ اس میں ۱۰۳ گاؤں قصبہ
 آباد ہیں۔ ان میں سے بڑے یہ ہیں۔ لیہ۔ کروڑ۔ نواں کوٹ۔
 چوہارہ۔ غلام علی والہ۔ کوٹ سلطان۔

ٹانک کی تحصیل ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں کا نہایت شمال
 مغربی حصہ ہے۔ اس کا رقبہ ۵۶۸ مربع میل ہے۔ اور
 آبادی ۳۵۵۱۶ آدمی کی ہے۔ اس کا صدر مقام ٹانک ہے۔

شہر اور قصبے

اب ہم سمجھیں اس ضلع کی بہت سی باتیں بتا چکے۔ باقی
 حالات جوں جوں بڑے ہوں گے۔ تم بخود جان جاؤ گے۔ اب
 صرف ڈیرہ اسماعیل خاں۔ پہاڑ پور۔ گلابچی۔ بھکر۔ لیہ۔
 کروڑ۔ ٹانک اور شیخ مدین کا کچھ حال لکھتے ہیں۔ اور
 اُس پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

ڈیرہ اسماعیل خاں

اس شہر میں کوئی ۲۲۱۶۴ آدمی رہتے ہیں۔ اس پاس کے گاؤں میں جو شہر سے بہت قریب ہیں۔ کوؤں کے باعث زمین زیادہ سیراب ہے۔ اور زراعت عمدہ ہوتی ہے۔ شہر کے گرد ایک بچی دیوار ہے۔ اس میں دس دروازے ہیں۔ ان میں سے نظام خاں والہ۔ رامان والہ۔ توپاں والہ۔ تھنہراں والہ اور پونڈہ سرے والہ بڑے ہیں۔ اس دیوار سے ذرا فاصلے پر بچی گول سڑک ہے۔ سڑک کے دونوں طرف سایہ دار درخت ہیں۔ اور ساتھ ہی قریباً ۱۵ گز چوڑا باغ جو برابر ساتھ ساتھ چلا گیا ہے۔ کیسی بہار دکھاتا ہے۔ اکثر صاحب ثروت گاڑی میں سوار ہو کر درختوں کے سائے میں شہر سے چھاؤنی جاتے ہیں۔ اور ٹھنڈی سڑک کا لطف اٹھاتے ہیں۔

بڑے بازار دو ہیں۔ ایک تو شمالاً جنوباً واقع ہے۔ دوسرا شرقاً غرباً۔ شہر کے عین وسط میں سے یہ بازار ایک دوسرے پر سے گزرتے ہیں۔ یہی چوگتیا یا چار سو ہے۔ یہاں بڑی رونق ہوتی ہے۔ کھوے سے کھوا بچھلتا ہے۔ مزدوروں میں پونڈہ فرقے کے سوداگروں کا ہجوم ہوتا ہے۔ دونوں بازار چھتہ

ہیں۔ اور ان کے دونو طرف پکی موریں ہیں۔ یہ شہر بڑا
خوش وضع ہے۔ گو بعض بعض بازار دُور دُور واقع ہیں ÷
شہر کی صفائی کا انتظام عمدہ ہے۔ مکانات عموماً کچی اینٹوں
کے بنے ہوئے ہیں۔ لیکن بڑے بازاروں میں سائنے کی دیواریں
بچھتی ہیں۔ یہاں ملتان اور پٹھان اُمرہ بہت ہیں۔ کئی
دُباری ہیں ÷

ڈیرہ اسماعیل خاں تجارت کی بڑی منڈی ہے۔ دریاے
سندھ کے رستے ہزاروں من اناج اور اُون اور مال
سکھ اور کراچی کو جاتا ہے۔ سال بھر میں دو مرتبہ پونڈہ
فرقے کے تاجروں کے قافلے اس شہر سے گزرتے ہیں۔ اس
بات کا ذکر ہم پہلے بھی کر چکے ہیں۔ انگریزی اور دیسی کپڑے
چمڑے۔ نمک اور رنگ برنگ کی اشیا یہاں باہر سے آکر
بکتی ہیں۔ یہاں سے اناج۔ اُون اور جھیٹھ دُساور کو جاتے
ہیں ÷ یہاں کے کاریگر لکڑی کا اشباب نہایت صفائی سے
تیار کرتے ہیں۔ اور اُس پر خوب مینا کاری کرتے ہیں۔
یہ اشباب انگلستان میں جا کر بکتا ہے۔ یہاں کی مٹکیاں
مشہور ہیں ÷

ڈیرے میں بڑے بڑے مکانات یہ ہیں۔ شہر کا مدرسہ۔

مشن سکول - خیراتی ہسپتال - صاحبان کمشنر و ڈپٹی کمشنر کی
 بکٹریاں - سرکاری دفاتر - تار گھر - ڈاک خانہ - گڑجا - گرہجے کے
 احاطے میں پنجاب کے لکھنٹ گورنر سر ہنری ڈیورینڈ جو ٹاٹک
 میں ماتھی سے گر کر مر گئے تھے - مذکور ہیں - شہر کے اندر
 کئی سرائیں ہیں - ان میں ہر طرف سے مسافر آکر رہتے ہیں -
 اور آرام پاتے ہیں * شہر کا تھانہ نانج منڈی میں ہے -
 کپہنی کا باغ اور ڈاک بنڈھ انگریزوں کی کوبھیوں سے مشرق
 کو ہیں - کپہری اور شہر کے مابین سیرگا میں اور گینڈ کھینے
 کے میدان بھی ہیں - چھاؤنی میں سوارے قلعہ اکال گرھ
 کے اور کوئی بڑی عمارت نہیں - یہ قلعہ اضل میں راجہ
 نورمال سنگھ نے ۱۷۷۷ء میں تعمیر کیا تھا - سرکار انگریزی
 نے اسے مستحکم بنا لیا ہے - یہاں بڑا گودام جمع رہتا ہے *
 چھاؤنی شہر سے مشرق اور شمال مشرق کو ہے - دریا
 سندھ کے پرنے کنارے سے ایک ریل ورے تک پھیلی
 ہوئی ہے - اس میں دیسی سواروں کا رسالہ اور دیسی پنٹیں
 اور ایک توپخانہ ہیں *

قدیم شہر حال کے شہر سے قریباً چار ریل مشرق
 میں آباد تھا - اور اس کے گڑد کھجور کے درخت کثرت سے

اُگے ہوئے تھے۔ اُس کی بنا ملک سُتراب ایک بلوچ خلمہ آور
 ڈالی تھی۔ اور اپنے ایک بیٹے کے نام پر اس شہر کا نام
 رکھا تھا۔ ۱۸۲۳ء میں دریائے سندھ نے اس شہر کو غارت
 کر دیا۔ اور نواب شیر محمد خاں نے موجودہ شہر کی بنیاد ڈالی۔
 ڈیرے میں اٹھارھویں صدی کے انجام تک افغانوں کی
 سلطنت تھی۔ ۱۸۲۶ء میں ہماراجہ رنجیت سنگھ نے نواب
 شیر محمد خاں کو شکیرہ سے جو اس وقت پایہ تخت تھا۔
 نکال دیا۔ اور سندھ وار کے تمام علاقے پر قابض ہو بیٹھا۔
 کچھ عرصے تک شیر محمد خاں ڈیرے میں محصور رہا۔
 آخر کار سکھوں کا ڈیرے پر تسلط ہو گیا۔ ۱۸۳۶ء میں
 توہنال سنگھ سندھ پار گیا۔ اور نواب نے رہا سہا ٹھک
 بھی دے دیا۔ کچھ عرصہ گزرا۔ کہ سرکار فیض مار نے
 بنابر مصلحت عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔
 پہاڑ پٹور

چھوٹا سا قصبہ ڈیرہ اسماعیل خاں سے ۱۸ میل شمال
 مشرق کو واقع ہے۔ پہاڑ پٹور کے علاقے میں بڑی رونق
 ہے۔ گومیں بیشمار ہیں۔ ان پر سہاونے درخت لگے ہوئے ہیں۔
 جدھر نگاہ کریں۔ ہری ہری کھیتیاں لٹھاتی ہوئی کیسی

بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ پہاڑ پُور کا نظارہ واقعی ضلع بھر میں دکھائی دیتا ہے۔ طغیانی کے دنوں میں کپڑی کا وہ حصہ جو اس قصبے سے نیچے کو ہے۔ پانی ہی پانی ہوتا ہے۔ اور کچھ عرصے تک پانی گڑھوں میں کھڑا رہتا ہے۔ اس مقام کا قدیم حال ٹھیک ٹھیک نوکری کو معلوم نہیں۔ لیکن کہتے ہیں۔ کہ پندرہویں صدی میں لودھیوں کے رزقے جو اس ضلع میں آئے تھے۔ ان کا آباد کیا ہوا ہے۔ یہاں ایک میونسپل کمیٹی ہے۔ پہاڑ پُور کے سارے علاقے کی تجارت کا مرکز یہی قصبہ ہے۔ انج۔ نیل اور گھی کی تجارت ہوتی ہے۔ یہاں ۲۲۹۶ آدمی آباد ہیں۔ صفائی کا انتظام خاصہ ہے۔ لوگوں کے علاج معالجے کے واسطے ایک شفا خانہ موجود ہے۔ اس میں دیسی ڈاکٹر رہتا ہے۔ بچوں کی تعلیم کے لئے ایک پرائمری سکول بھی ہے۔ لڑکیوں کی تحصیل میں کوٹ سلطان کے جنوب کو ایک اور پہاڑ پُور واقع ہے۔ لیکن وہ چھوٹا سا گاؤں ہے۔ وہاں میونسپل کمیٹی نہیں ہے۔

گلابی

یہ قصبہ لوئی ندی کے بائیں کنارے پر ڈیرہ اسماعیل خان سے ۲۷ میل مغرب میں واقع ہے۔ اس میں آٹھ ہزار

کے قریب آدمی بستے ہمیں۔ یہاں کے کوؤں کا پانی تلخ اور
 بد مزہ ہے۔ نہ ان کے فواح میں کچھ زراعت ہوتی ہے۔
 نہ کہیں رونق و شادابی کا نشان ہے۔ گلابی کے آس
 پاس دیکھو۔ تو دل پر اُداسی سی چھا جاتی ہے۔ درخت
 ٹھونڈے۔ تو ایک نہیں۔ یہ قصبہ پہلے کچھ بہت بڑا نہیں
 تھا۔ گندہ پور فرقے کے لوگوں کے چند گاؤں بلکہ گلابی
 کے نام سے موسوم تھے۔ ان گاؤں میں سے بعض اب
 بھی مضافات میں واقع ہیں۔ لیکن اکثر اس قصبے کی
 کچی فصیل کے اندر آگئے ہیں۔ گلابی گندہ پور فرقے کے
 پٹھانوں کا صدر مقام ہے۔ یہ لوگ سترھویں صدی کے شروع
 میں یہاں آئے تھے۔ اب سے گیارہ برس پہلے تک پونڈہ
 فرقے کے تاجر یہاں آکر خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ اور
 خوب رونق ہوا کرتی تھی۔ پر ان کی بد معاہلی کے باعث
 اب انہیں بغیر ضمانت دئے شہر میں آنے کی اجازت
 نہیں۔ اور جو آب و تاب اس قصبے کو بلحاظ تجارت کے
 تھی۔ اب نہیں پائی جاتی۔ تاہم یہاں کے ہنود دزیروں
 کے ساتھ تجارت کرتے ہیں۔ چنے اور دیگر اشیاء صنعت و
 حرفت ان کو دیتے ہیں۔ اور دوا اور کلہی ان سے لیتے ہیں۔

اس قصبے کی زمین ریشی ہے۔ اور ہوا میں نمی نہیں۔ اسی باعث سے یہ مقام خوشگوار ہے۔ ورنہ صفائی کا انتظام تو کچھ اچھا نہیں *

بھکر

بھکر نعل کے کنارے پر واقع ہے۔ مغرب کی طرف نیچے کو کچی ہے۔ جب دڑیا چڑھتا ہے۔ تو ایک نالہ بھکر کے نیچے بہتا ہے۔ ان دونوں کشتی میں بیٹھکر اس قصبے تک آسکتے ہیں۔ بھکر کے مشرق میں زمین ریشی ہے۔ اور درخت نام کو نہیں۔ مغرب میں طغیاں آتی ہیں۔ درخت بکثرت ہیں۔ اور زراعت بھی خاصی ہوتی ہے۔ اس قصبے میں چار ہزار سے اوپر آدمی آباد ہیں۔ پاس کی کچی میں کھجور کے درخت اور باتات بہت ہیں۔ یہاں کا طوطا آم مشہور ہے۔ جب افغانوں کی سلطنت تھی۔ یہ آم کابل کو جایا کرتے تھے۔ بھکر کے پاس ایک سرکاری باغ ہے۔ اس میں شیشم کے درخت بیٹھا ہیں۔ یہ باغ نواب محمد خاں نے لگایا تھا۔ یہاں کا بازار وسیع ہے۔ پٹے شہر کے اندر آوے ہوتے تھے۔ ان سے لوگوں کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔ اب تو دور باہر کو ہیں۔ یہاں مسافروں کے آرام کے لئے سرائے اور

ڈاک بینک موجد ہے * ایک شفا خانہ بھی ہے۔ بڈل سکول میں کئی طلبہ پڑھتے ہیں * گول سڑک بھی یہاں کی رونق کو مزید کرتی ہے * یہاں ریوے سٹیشن بہت بڑا وسیع ہے۔ سٹیشن کے قریب تھوڑی دور پر سوداگروں کے مال کی منڈی لگی رہتی ہے۔ ریوے اسٹیشن کی تھوڑی سی سٹیشن پر ہوتی ہے *

لیہ

۵۸۹۹ آدمیوں کی بستی ایک ریشے میدان میں ہے۔ دریائے سندھ کی رود لالا تھریا ایک میل مغرب کو بہتی ہے۔ اس پاس جو قنل کا علاقہ ہے۔ اس کی زمین ہزار۔ ریشی اور سخت ہے۔ نیچے کی طرف کچھ میں ایک خوشنما باغ ہے۔ اس میں طرح طرح کے میوے۔ آم۔ نارنگیاں وغیرہ پھل لگتے ہیں۔ اس قصبے کی پنا مہرائی خاندان کے ایک بلوچ کمال خاں نے ڈالی تھی یہی یہاں سکھ سزدار حکومت کرتے تھے۔ اب تو سرکار انگریزی کے سایہ عاطفت میں ہے۔ مکانات عموماً چمختہ ہیں۔ صفائی وغیرہ کے انتظام کے لئے میونسپل کمیٹی ڈاک بینک۔ خیراتی شفا خانہ اور مدرسہ یہاں کے بڑے مکانات ہیں *

کروڑ

اس قصبے میں ۲۷۲۳ آدمی آباد ہیں۔ مغرب میں سیدھا
 پیچے کی طرف کچھی کا علاقہ ہے۔ وہاں دریائے سندھ کے
 طوفان کا پانی آتا ہے۔ اس پانی کا نکاس روڈ لالا ہے۔
 کروڑ کا بازار پٹکا ہے۔ اور دکانوں کے سامنے کی دیواریں
 سرسبز چھتے ہیں۔ یہاں ایک گول سڑک ہے۔ اس کے
 دونوں طرف شیشم کے درخت لگے ہوئے ہیں۔ صفائی کا
 انتظام نہایت عمدہ ہے۔ یہاں مُنصف صاحب کی کچہری
 ہے۔ ایک نھانہ دار بھی یہاں رہتا ہے۔ ہر سال بھادوں میں
 مخدوم لال عیسن کی خانقاہ پر بڑے زور شور سے میلہ
 لگتا ہے۔ بتوں۔ مظفر گڑھ اور جھنگ کے اضلاع سے لوگ
 میلہ دیکھنے آتے ہیں۔ کوئی ۲۵ ہزار آدمیوں کا ہجوم ہوتا
 ہے۔ طرح طرح کی کھیاں اور نمائشے ہوتے ہیں۔ خانقاہ کے
 پاس بہت سی نئی دکانیں بنی ہوئی ہیں۔ میلہ کے ایام
 میں ان میں لوگ آکر ٹھہرتے ہیں۔ اور خوب روتی ہوتی
 ہے۔ یہ میلہ کوئی ہفتہ بھر رہتا ہے۔

ٹانک

یہ قصبہ ڈیرہ اسماعیل خاں سے ۴۰ میل کے فاصلے پر

اُس نالے کے بائیں کنارے پر واقع ہے۔ جو ٹانگ زام سے نکلتا ہے۔ اس کے آس پاس کھجور کے درخت اور بانٹا ہیں۔ پُرانا ٹانگ موجودہ قصبے سے تین یا چار میل شمال کو تھا۔ اٹھارھویں صدی میں پُرانا قصبہ ٹوٹ گیا۔ اور سب لوگ حال کے قصبے میں آکر رہنے لگے۔ یہاں ایک پُرانا قلعہ ہے۔ یہاں تجارت بھی خاصی ہوتی ہے۔ شہتیریاں چٹائیاں۔ گھی۔ لوما اشیاء آتی ہیں۔ اور اناج۔ دیسی کپڑا وغیرہ اشیاء باہر کو جاتی ہیں۔ ٹانگ سے باہر تحصیل۔ خٹانہ۔ سشن گھر اور قوچ کے رہنے کا بنگلہ ہیں۔ قصبے کے اندر خیراتی شفا خانہ اور سشن سکول واقع ہیں۔

شیخ مہدین

شیخ مہدین اسی نام کی پہاڑی پر ڈیرہ اسماعیل خاں سے ۴۵ میل شمال کو اور بٹوں سے ۶۴ میل جنوب میں واقع ہے۔ یہ کوئی بڑا مقام تو نہیں۔ قریباً ۱۵ کوٹھیاں انگریزوں کی ہیں اور ایک بازار ہے جس میں دیسی رہتے ہیں۔ اس مقام کا خاصہ یہ ہے۔ کہ یہاں کی آب و ہوا سرد ہے۔ امیر لوگ گزریوں میں اس جگہ آکر رہا کرتے ہیں۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ کہ ایسے سرد مقاموں کو زیلاق کہتے ہیں۔

دیکھنے میں تو شیخ بُدین کچھ بھی نہیں۔ نہ کوئی رُکش
 نظارہ ہے۔ نہ درخت کثرت سے ہیں۔ نہ سبزہ دار ہے۔ بات
 یہ ہے۔ کہ گزریوں میں لطافتِ آب و ہوا کے باعث نیچے کے
 میدان کی بہ نسبت یہ مقام نمونہٴ بہشت ہوتا ہے۔ اور رکشے
 ہی صاحبانِ انگریز ڈیرہٴ اشجیل خاں اور بنوں سے آکر یہاں
 رہتے ہیں ۔

شمال

نقشه ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں

پہاڑی

ایک انچ میں ۲۴ میل

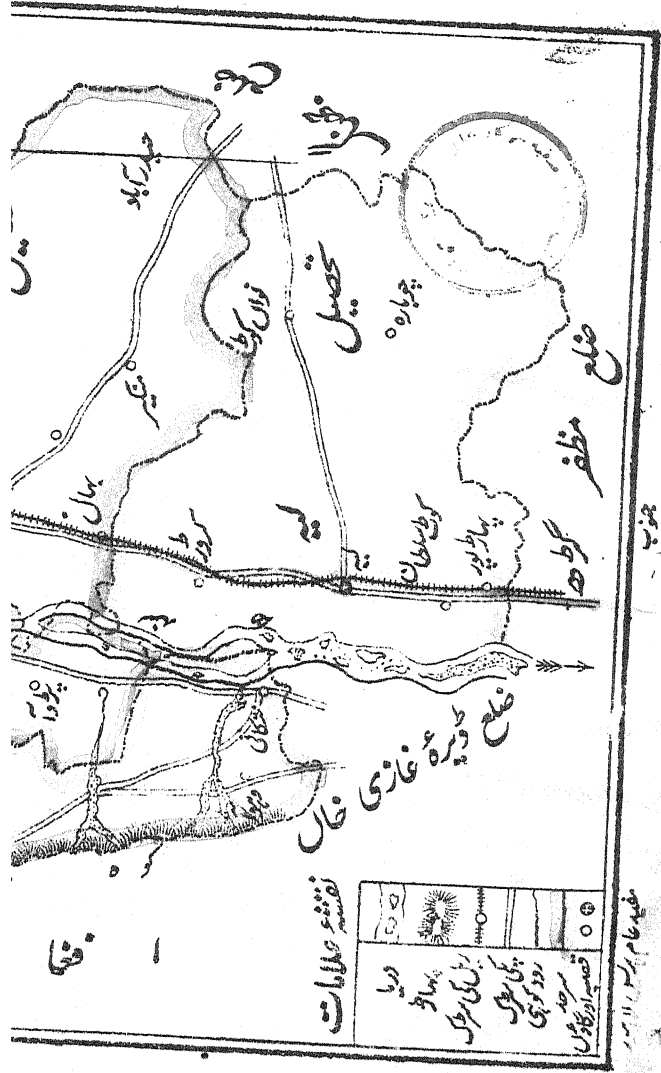
۱۲ ۲۴ ۳۶



ضلع

مشرق

مغرب



نقشه عملیات

دریا	پہاڑی	رہائی مرکز	رہائی مرکز	رہائی مرکز	رہائی مرکز
قسم اول	قسم دوم	قسم سوم	قسم چوتھ	قسم پنجم	قسم ششم

معدہ عام برسرہ ۱۹۱۱ء

جنوب

نمبر شمار	قاعدے	مثالیں
۷	حرف مکسور کے نیچے دو جگہ کے سوا سب جگہ زیر لکھا گیا۔ اول یاے مجہول کے ماقبل۔ دوسرے یاے معروف کے ماقبل جو لفظ کے آخر ہوتے ہیں +	زیر - وے - دی +
۸	حرف مضموم کے بعد اگر واو مجہول نہیں ہے۔ تو اُس پر پیش لکھا گیا +	شکر
۹	واو معروف کے ماقبل پیش لکھا گیا +	دور
۱۰	واو مجہول کے ماقبل پیش نہیں لکھا گیا +	زور
۱۱	ابت - واؤ آور یے کے سوا لفظ کے وزمیان جو حرف ساکن ہے۔ اُس پر جوڑم لکھا گیا +	صبر
۱	استفہام کی علامت	؟
۲	نہا - تعجب - حسرت - دُعا - قسم - خوشی کی علامت	!
۳	تھوڑے وقفے کی علامت	-
۴	پورے وقفے کی علامت	+ _
<p>ہدایت - جہاں پورا وقفہ ہے۔ وہاں پڑھنے میں زیادہ ٹھیکرنا چاہئے۔ باقی جگہ کم +</p>		

DISTRICT GEOGRAPHIES

No. XXIII.

GEOGRAPHY OF THE DERA ISMAIL KHAN
DISTRICT.

BY

The Translation Staff of the Central
Training College, Lahore.

*Published under the orders of the Director of
Public Instruction, Punjab.*

Lahore:

PRINTED FOR THE EDUCATION DEPARTMENT, PUNJAB,
AT THE "MUFID-I-'AM" PRESS,
BY MUNSHI GULAB SINGH & SONS, PROPRIETORS.

1893.